اسلام کے خلاف الزامات

اوراس کی دعوت کا اثر

انسانی دنیا پر

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر جمعیت پیام امن،لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن

دوہ روڈ،ڈالی گنج،لکھنؤ(یو،پی)

© جملہ حقوق محفوظ

نام	:	اسلام کے خلاف الزامات اوراس کی دعوت کا اثر (انسانی دنیا پر)
مصنف	:	مفتی محمّد سرور فاروقی ندوی
ناشر	:	جمعیت پیامِ امن، ندوہ روڈ ڈالی گنج،لکھنؤ۔
اردوایڈیشن	:	پہلی بار
تعداد کتب	:	۳۰۰۰
سال	:	۲۰۱۲
قیمت	:	۵۰

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi

Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.

Website: islamicjpamn.com

E-Mail: jpa_lko@ yahoo.com,siddiquilko@yahoo.com

Phone No. 9919042879, 9984490150 -Phone & Fax-0522-2741906

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات،ندوۃ العلماء،پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)

۲۔ مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

۳۔ الفرقان بکڈپو،نظیرآباد ۳۱ (لکھنؤ)

۴ ۔ جامعہ دارارقم،ارقم نگر،محمد پور گونتی (فتحپور) ھسوہ

۵ ۔ مکتبہ حرمین امین آباد،مرکز والی مسجد (لکھنؤ)

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ نمبر
مقدمہ	۹
اسلام پر الزام کی حقیقت	۱۰
خونی مذہب	۱۰
مذہبی دیوانے	۱۱
جنگ زندگی کا مقصد	۱۱
قرآن کا اعلان	۱۲
تشریح	۱۳
علامہ ابن کثیر	۱۳
امام فخر الدین رازیؒ	۱۴
زور زبردستی اور تشدد	۱۷
سمجھانے بجھانے کا راستہ	۱۷
روح کی آزادی	۱۸
قرآن کا فیصلہ	۱۸
سڑا ہوا عضو	۱۹
میدان جنگ میں	۲۰
صحت یاب معاشرہ کا قیام	۲۰
تلوار سے لیس سپاہی	۲۱
مسلم کیوں؟	۲۱
مسلمان حکمراں نہ ہونے کے باوجود	۲۱
اسلام پر الزامات کی اہم وجہ	۲۲

موضوع	صفحہ نمبر
نفرت کی پہلی وجہ	۲۲
عرب کا اخلاقی فریضہ	۲۲
اخلاق پذیر ملک	۲۳
تاریخی عجائب	۲۳
دوسری وجہ لاعلمی کی	۲۴
اعمال کا بدلہ	۲۷
رسول کے ذمّہ پیغام کا پہنچانا	۲۷
مذہب میں زبردستی نہیں	۲۸
جو عمل کریگا اپنے ہی لئے	۲۹
جس کا جی چاہے مانے یا نہ مانے	۳۰
کاموں کا بدلہ	۳۰
اسلام میں زبردستی نہیں	۳۰
سیدھا راستہ	۳۱
کسی کو برا نہ کہو	۳۱
وہ جانتا ہے	۳۲
اپنا اپنا حساب	۳۲
حق کی پہچان	۳۲
حضرت محمدؐ کے وقت میں اسلام کے پھیلنے کا ذریعہ	۳۴
حضرت عمر ابن خطابؓ کا اسلام	۳۴
حضرت ابوذر غفاریؓ کا اسلام	۳۴
حضرت عثمان ابن مظعونؓ کا اسلام	۳۴
حضرت زبیر ابن مطعمؓ کا اسلام	۳۵

موضوع	صفحہ نمبر
اخلاق سے متاثر ہوکر قبول اسلام	۳۶
ایک یہودی کا اسلام	۳۶
ثمامہ ابن اسال کا اسلام	۳۶
حضرت حارث ابن عبدالعزی کا اسلام	۳۷
حضرت ابورافع ؓ کا اسلام	۳۷
اسلام کی تبلیغ کا اثر	۳۷
آپ ﷺ کے معجزات کا اثر	۳۸
قبیلہ دوس کا اسلام	۳۹
کامیابی پر مسلمان	۳۹
زمّاد ابن ثعلبہ کا اسلام	۴۰
حضرت ابوذر ؓ کا اسلام	۴۱
حضرت علیؓ سے ملاقات	۴۲
قبیلہ اسلام کا اسلام	۴۳
کئی قبیلوں اور (جماعتوں) کا اسلام	۴۳
زبیر ابن مطعم ؓ کا اسلام	۴۴
پیشن گوئی کا اثر	۴۴
قبیلہ مزینہ کا اسلام	۴۴
قبیلہ شجع کا اسلام	۴۵
قبیلہ زہینہ کا اسلام	۴۵
صلح حدیبیہ کا اثر	۴۶
فتح مکّہ کے بعد	۴۶
حافظ قرآن	۴۶

موضوع	صفحہ نمبر
فتح مکہ کے بعد	۴۷
یمن میں اسلام	۴۷
قبیلہ ھمدان کا اسلام	۴۸
نجران والوں کا اسلام	۴۹
بحرین میں اسلام	۵۱
عمان میں اسلام	۵۲
شام میں اسلام	۵۲
ہندوستان میں اسلام	۵۳
پہلی وجہ تاجروں کے اچھے تعلقات	۵۴
اسلام کا ہندوستان میں پھیلنے کی دوسری وجہ	۵۵
ہندوستان میں اسلام کے پھیلنے کی تیسری وجہ	۵۶
اسلام کے پھیلنے کی چوتھی اہم وجہ	۵۶
صوفیوں کے ذریعہ اسلام	۵۶
بارہویں صدی عیسوی میں اسلام	۵۷
پندرہویں صدی عیسوی	۵۸
رہنماؤں کا احترام	۵۸
ہندوؤں کے اوتاروں کا احترام	۵۹
ہندوستان سے محبت	۵۹
دونوں طبقوں کو قریب لانے کے لئے ہندی اشعار	۶۰
کرشن بیتی	۶۰
صوفیوں کے ہندی دوہے	۶۱
حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ	۶۱

موضوع	صفحہ نمبر
اسلام کے ہندوستان میں پھیلنے کی پانچویں وجہ	۶۲
علماء اسلام اور حق	۶۲
مفکر عالم شاہ ولی اللہؒ کی نصیحتیں مسلم بادشاہوں کے نام	۶۳
حکومت کی اہم ذمہ داریاں	۶۴
حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ	۶۵
حضرت شرف الدین یحیٰ منیر	۶۵
حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ	۶۵
ظلم کے خلاف	۶۶
جبراً مسلمان نہ بنانے کی فتویٰ	۶۶
علماء مظلوموں کے ساتھ	۶۶
مذاہب کا بگاڑ	۶۷
یہودی اور عیسائی	۶۷
ظلم کے پہاڑ	۶۸
حضرت بلالؓ پر ظلم	۶۸
حضرت خبابؓ پر ظلم	۶۸
حضرت صہیبؓ و حضرت عمارؓ پر ظلم	۶۸
مسلمانوں کا بائیکاٹ	۶۹
حضرت محمد ﷺ کے قتل کی سازش	۶۹
اسلام کی روشنی مدینہ میں	۶۹
مدینہ والوں کا اصرار	۷۰
مکہ والوں کی دشمنی	۷۰

مقدمہ

حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی دامت برکاتہم

مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ و مدیر البعث الاسلامی و چانسلر انٹیگرل یونی ورسٹی لکھنؤ

محترم جناب مفتی سرور فاروقی ندوی صدر جمعیت پیام امن لکھنؤ اپنے تبلیغی و تصنیفی کاموں کے لیے مشہور ہیں، وہ اردو اور عربی دونوں زبانوں کے ساتھ ساتھ ہندی زبان کے ماہر بھی ہیں، انھوں نے ہندی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے ، اور اس کی تفسیر لکھی ہے، اسی کے ساتھ انہوں نے ہندی زبان میں اسلامی لٹریچر کی ایک بڑی تعداد تیار کی ہے، اور سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت اچھے پیرایۂ بیان میں ہندی زبان میں پیش کیا ہے، اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آخری نبی ہونے کی شہادت خود ہندو مذاہب کی موثوقہ کتابوں سے پیش کیا ہے، اور اس کو ملک کے اکثریتی طبقہ کے نوجوانوں میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ان کا یہ عمل نتیجہ خیز ثابت ہوا، اور اسلام کے سمجھنے میں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور ادراک کرنے میں لوگوں کو بہت آسانی ہوئی، اور نوجوانوں کے ذہنوں کو اسلام سے قریب تر کرنے کا فائدہ حاصل ہوا۔

انہوں نے اسلام کا تعارف پیش کرنے کے لئے ایک وقیع لٹریچر ہندی

زبان میں تیار کردیا ہے، اوراس کا فائدہ بھی حسب توقع ظاہر ہورہا ہے، اور دین کی خدمت کرنے کی سعادت اس ذریعہ سے بھی ان کو حاصل ہورہی ہے، ابھی حال ہی میں انہوں نے ہندودھرم کے اوپر ایک مفصل کتاب ہندی میں تیار کی ہے، اسی طرح اردوزبان میں بھی بچوں کی ذہن سازی کے لئے اسلامی کوئز کے نام سے ایک کتاب تحریر کی ہے، جس میں اسلامی عقائد اور اسلامی زندگی کی تمام ضروریات کوسوال وجواب کے اسلوم میں مرتب کرکے شائع کیا ہے۔

اس وقت ان کی کتاب ''اسلام کے خلاف الزامات اور اس کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر'' پیش نظر ہے، اس میں انہوں نے اسلام پر الزامات کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ اسلام زور، زبردستی سے نہیں پھیلا، اس کے بعد حضرت محمد ﷺ کے وقت میں اسلام کے پھیلنے کی وجہ کا ذکر کرتے ہوئے صحابہ کے اسلام قبول کرنے کا نمونہ پیش کرتے ہوئے ہندوستان میں اسلام کے پھیلنے کی وجہ کو تفصیل سے ذکر کیا ہے ۔

جناب مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب لائق صد مبارکباد ہیں کہ وہ صحیح اسلامی زندگی کی تعمیر کے لئے اسلامی شریعت کی روشنی میں مفید لٹریچر برابر شائع کرتے رہتے ہیں، ہندی زبان میں ان کا اسلامی لٹریچر خاصی تعداد میں شائع ہو چکا ہے، اوراس کے ذریعہ بہت سے نوجوانوں اور اسلامی سوچ رکھنے والے لوگوں کی زندگی بھی تعمیر ہورہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کو قبول فرما کر باعث نفع عام بنائیں، اور اخلاص

کے ساتھ پیام امن کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

راقم الحروف

سعیدالرحمٰن الاعظمی ندوی

مدیر ''البعث الاسلامی'' ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۴/۷/۲۰۱۱ء ۱/۷/۱۴۳۲ھ

عرض مولف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل مشن دعوت تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ دنیا کے تمام انسان جہنم سے بچ کر جنت کے حقدار ہو جائیں اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرتے رہے، لیکن کبھی ظلم یا تشدد کا راستہ اختیار نہیں کیا، اس لئے قرآن مجید میں منع کیا گیا ہے کہ کسی کو زبردستی اسلام نہیں قبول کروایا جا سکتا۔

ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف کر ہی نہیں سکتے لیکن بعض حاسدین نے الزام لگایا کہ اسلام تلوار سے پھیلا جو بالکل غلط تصور ہے۔ اس لئے کہ دعوت کا اصل مقصد ہوتا ہے دنیا میں امن وامان قائم کرنا ظلم کی مخالفت کرنا اور کمزوروں کی مدد کر کے ان کو ظالموں سے چھڑانا۔

اس طرح اس کتاب میں اسلام مذہب پر الزام، اسکے پھیلنے کی وجہ کو صاف طور پر بتایا گیا ہے اور غیر مسلموں کے متعلّق قرآنی احکامات کا ذکر کرتے ہوئے مشہور غیر مسلم مفکّرین کے خیالات کو بھی درج کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرما کر تمام انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور جن حضرات نے خصوصًا صدیق بھائی کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے، جو برابر اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔

والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۲۴ر رمضان ۱۴۳۳ھ

اسلام پر الزام کی حقیقت

دین اسلام پر لگائے گئے الزامات میں سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ "اسلام تلوار کے زور سے یا جہاد سے پھیلا ہے"، یا یہ کہ "ایک ہاتھ میں قرآن دوسرے ہاتھ میں تلوار" لیکر تبلیغ کی گئی ہے اور کہیں یہ کہا گیا ہے کہ "اسلام مذہب ودیشی (بیرونی) مذہب ہے"۔

یہ ایک بڑے تعجّب کی بات ہے کہ 'The new Educator's Encyclopedia' جیسی مستند کتابیں بھی اس الزام سے پاک نہیں ہیں کہ۔

''جب محمد ﷺ کے ماننے والوں کی تعداد بڑھ گئی تو انہوں نے اپنی تلوار کے زور سے منوانے کی ٹھان لی اور جنگوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوگیا، آخر میں پورا عرب ملک فتح کرلیا۔''

(The new Educator's Encyclopedia,page 2376.)

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام کے خلاف جتنی تبلیغ ہوئی وہ اتنا ہی پھیلتا اور بڑھتا گیا، جس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام شروع ہوا اس وقت بھی عرب کے مشرکین کے علاوہ یہود یا ور عیسائیوں نے بھی اسلام سے حسد وجلن کی بناء پر مختلف قسم کے الزامات لگائے جس میں خاص طور سے یہ بھونڈا اشتہار کیا کہ 'اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ لیکن انہیں ملکوں میں ایسے مفکّرین بھی ہوئے جنہوں نے اس الزام کا انکار کیا۔

خونی مذہب

اسلام پر جو بھی جھوٹے الزامات لگائے گئے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ 'اسلام ایک خونی مذہب ہے' وہ اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ دوسروں کو زبردستی مسلمان بنائیں

اور جو مسلمان نہ بنیں ان کی گردنیں اڑا دیں! پوپ اور پادری، مصنّف اور مفکّر۔ اس جھوٹے الزام کو ایک آواز میں پوری طاقت کے ساتھ اور اتنے دنوں تک دہراتے رہے کہ یوروپ کا پورا ماحول اس تبلیغ سے گونج اٹھا اور ساری دنیا کے لوگوں کو یقین ہوگیا کہ ضرور اسلام ایک تشدّد پسند اور خونی مذہب ہے جسمیں رحم، پیار، محبّت اور انسانیت کا نام بھی نہیں۔

مذہبی دیوانے

کچھ یوروپیوں نے جہاد کی تشریح اس طرح کی ہے جس کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ جہاد کرنے والے مذہبی دیوانے جو داڑھیاں رکھے ننگی تلوار ہاتھ میں لئے انسانوں اور قوموں کے خون کے پیاسے گھات لگائے بیٹھے ہیں کہ اسلام قبول کرو ورنہ قتل کردئے جاؤ گے۔

اس طرح غزوات وسرایا کو اس رنگ میں پیش کرنا نہ صرف ایک بڑی تاریخی غلطی ہے، بلکہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر ایک بہت بڑا الزام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول ﷺ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کا اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ ان کی نظر میں جنگ سے زیادہ ناپسندیدہ اور کوئی چیز نہ تھی، اجڑے اور بچھڑے لوگوں کا ایک نئے ماحول میں داخل ہونا، آدھی جماعت مالی تباہی سے دوچار ہو کر اپنی بحالی کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا، ایک نئے ماحول کو انقلابی دعوت کے لئے دھیرے دھیرے تیار کرنا، مختلف گروہوں میں بھائی چارگی کا جوڑ لگانا، انکی ذہنی اور اخلاقی تربیت کرنا، ایک نئی حکومت قائم کرکے اسکے تمام شعبوں کا نظم کرنا، یہ سب کام اسلامی انقلاب کے علمبرداروں کے ہاتھوں انجام پا رہے تھے پھر ان میں سے ہر ایک کا کام ایسا تھا جو پوری توجّہ اور محنت چاہتا تھا۔

جنگ زندگی کا مقصد نہیں

ان مشکل حالات میں گھری ہوئی ایک چھوٹی سی جماعت کسی طرح بھی جنگ کو

اپنی زندگی کا مقصد نہیں بنا سکتی اور نہ لڑائی مول لینے کے لئے تیار رہ سکتی ہے، لیکن جب اس کو مجبور کیا گیا تو اس نے اس سے منہ بھی نہیں موڑا۔

اس لئے کہ اس کو ایک عالمی انسانی مشن رکھنے والی جماعت تیار کرنی تھی اسے کسی خاص قوم یا ملک کی نہیں، بلکہ تمام دنیا کی بھلائی کے اصول جاری کرنے تھے۔

اس نے زندگی کی عظیم ترین سچائی یعنی ایک خدا کی ربوبیت والوہیت کے نور سے تہذیب کو جگمگا دینے کے لئے اپنا تمام فائدہ اور عیش وسکون قربان کر رکھا تھا اور صبر و بھائی چارے کی منزلوں سے گزرتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہی تھی اس کا تو سرمایہ ہی حق تھا، جسے وہ سینے سے لگائے ہوئے تھی اس کا سارا مستقبل ہی اس نظریہ سے جڑا ہوا تھا اس کی حفاظت کیلئے اس کے اندر ٹھیک اسی طرح کا جذبہ تھا جس طرح کے جذبہ سے سرشار ہو کر ُایک مرغی کسی چیل کو منڈلاتے ہوئے دیکھتی ہے تو سب کچھ بھلا کر اپنے چوزوں کو پروں تلے سمیٹ لیتی ہے۔

یہ وہ جماعت تھی جس کے لوگ اپنے نظریہ کو بڑھانے کے لئے سوکھے ہوئے جسموں کے ساتھ، سخت چٹانوں سے ٹکرا جانے کے لئے تیار رہتے تھے۔

جب جاہلیت کے علمبرداروں نے انہیں للکارا اور جنگ کی دعوت دی، تو یہ بے سروسامان مہاجر وانصار ہزاروں کی فوج سے ٹکّر لینے کو آ گئے، اور ایمان واخلاق اور تہذیب کا سکّہ منوالیا۔

قرآن کا اعلان

ہندوستان میں جب مسلمانوں کا دور حکومت ختم ہوا اور یوروپ سے انگریز حکومت ہندوستان آئی تو اپنے ساتھ وہ پرچار بھی ساتھ لائی جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صدیوں سے یوروپ میں پھیلا ہوا تھا اسی وجہ سے ہندوستان میں بھی اسلام کے

خلاف نفرت اور جلن پیدا ہونے لگی اور یوروپ سے آئے ہوئے اسلام مخالف اشتہار کا خوب استقبال ہوا اور دھیرے دھیرے اس تبلیغ نے حقیقت کا چولا اختیار کر لیا، لیکن حقیقت اور سچ کیا ہے؟ اس کا جواب قرآن ہی سے مانگنا چاہئے، کیونکہ وہی اسلام کا بنیادی مقصد ہے، قرآن میں زبردستی مسلمان بنانے کا حکم تو بڑی بات ہے آپکو اسکی اجازت بھی نہ ملیگی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لا اکراہ فی الدین — دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں

(سورہ بقر:۲۵۶)

تشریح

اس آیت کی تشریح اسلام کے مشہور و عظیم مفکّرین نے اس طرح کی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ قرآن کے زبردست مفسّر ہیں ان کے ذریعہ ایک قول نقل کیا گیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی کے دو بیٹے عیسائی ہو گئے تھے انہوں نے حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے بیٹے عیسائی مذہب کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتے، کیا میں انکو مجبور کر سکتا ہوں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جو اوپر نقل کی گئی ہے۔

علاّمہ ابن کثیر

علاّمہ ابن کثیر، قرآن کے عظیم مفسّر مانے گئے ہیں انہوں نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اسکا مطلب یہ ہے۔

کسی شخص کو اسلام مذہب میں داخل ہونے پر مجبور مت کرو، کیونکہ وہ اتنا ظاہر اور صاف ہے اور اس کی دلیلیں اتنی روشن ہیں کہ کسی شخص کو اسمیں داخل ہونے پر مجبور کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے جس شخص کو ہدایت دی ہو، اور جسکا دل سچ کو قبول کرنے کے لئے کھول دیا گیا ہو، اور جسکو علم کی روشنی عطا کی گئی ہو وہ واضح دلائل کی بناء پر خود ہی اسلام قبول

کریگا، جس کے دل کو خدا نے تاریک کردیا ہو اور اسکے سننے و دیکھنے کی صلاحیتوں پر مہر لگادی ہو اسکا طاقت اور تشدّد کے ذریعہ اسلام میں داخل ہونا اسے کوئی فائدہ نہ دیگا۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ مہر اسی کے دل پر لگائی جاتی ہے جو سچ کے واضح ہوجانے کے بعد بھی اسکی مخالفت ہی کرتا رہتا ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ

امام فخر الدین رازیؒ بھی قرآن کے مشہور مفسّر (ٹیکا کار) ہیں، انہوں نے مندرجہ بالا آیت کے بارے میں قرآن کے مفسّر ابو مسلم اصفہانی کا قول نقل کیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ خدا نے دین کو زور زبردستی پر منحصر نہیں کیا ہے بلکہ حق اور اختیار پر رکھا ہے بلکہ حق اور اختیار پر رکھا ہے خدا نے توحید کی وضاحت ایسے اطمینان بخش اور اٹوٹ رواج سے مترشح کردیا ہے کہ بہانہ و انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، تو اس نے فرمایا کہ ان کولاج کوں کی وضاحت کے بعد انکار کرنے والے کے لئے انکار پر جمے رہنے کی کوئی باقی نہیں رہی پھر اب اگر وہ ایمان نہلائے تو اسکو منوانے کی صرف یہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ اس کو زبردستی ایمان لانے پر مجبور کیا جائے، مگر یہ جائز نہیں، کیونکہ یہ دنیا امتحان و آزمائش کی جگہ ہے، اور زور زبردستی سے اسلام کو منوانے پر مجبور کرنا، امتحان آزمائش کے مقصد کو برباد کرنا ہے، اس کی دلیل میں فرمانِ الٰہی ہے۔ اسکے بعد اسی مفہوم کی ادائیگی کے لئے قرآن میں کئی آیتوں کی دلیل دی گئی ہے آخر میں امام فخر الدین رازیؒ نے بھی اس بات کی شہادت دی ہے، اس کے متعلق کچھ اور آیتیں پیش کی جاتی ہیں ایک جگہ پر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل یایھا الناس قد جآئکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا ومآ انا علیکم بوکیل۔

کہہ دیجئے ''اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آگیا ہے، تو اب جو کوئی راہ پر آئیگا، تو وہ اپنے لئے ہی آئیگا، اور جو کوئی گمراہ ہوگا تو وہ اپنے لئے ہی گمراہ ہوگا، اور میں تمہارا وکیل (ذمہ دار) نہیں ہوں۔'' (سورہ یونس:۱۰۸)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا فاذا جآء وعدالاخرة لیسوٓء وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرة ولیتبروا ما علوا تتبیرا۔

''اگر تم نے بھلائی کی تو اپنے ہی لئے کی اور اگر تم نے برائی کی تو اپنے ہی لئے کی، پھر جب دوسرے (وعدہ) کا (یعنی آخرت کا) وقت آئیں گا، تو وہ تمہارے چہرہ بگاڑ دیں گے اور مسجد (بیت المقدس) میں داخل ہوجائیں گے جیسے پہلی بار وہ اسمیں داخل ہوگئے تھے، اور تا کہ جس چیز پر انکا زور ہوا سے تباہ کرڈالیں۔'' (سورہ بنی اسرائیل:۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وان کذبوک فقل لی فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریء مما تعملون۔

''اور اگر یہ آپ کو جھٹلائیں، تو کہہ دیجئے ''میرا کیا میرے لئے اور تمہارا کیا تمہارے لئے ؛ تم میرے کام کے ذمّہ دار نہیں اور میں تمہارے کام کا ذمّہ دار نہیں ہوں۔''
(سورہ یونس:۴۱)

ساتھ ہی صاف کردیا کہ سچّائی کی طرف بلانیوالے کی حیثیت کیا ہے۔ محمد ﷺ سے کہا گیا کہ آپ بتادیجئے۔

''میں داعی اور ذکر کرنے والا ہوں کچھ تم پر وکیل نہیں ہوں، یعنی میرا کام یہ ہے

کہ نصیحت کی بات سجھا دوں ، یہ نہیں کہ نگہبان بن کر تم پر مسلّط ہو جاؤں اور سمجھوں مجھے تمہاری ہدایت کی ٹھیکیداری مل گئی ہے''۔ دوسری جگہ پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب کرتے ہوئے یہی مطلب یوں ادا کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وقل الحق من ربكم فمن شآء فليومن ومن شآء فليكفر انآاعتدنا للظلمين نارا احاط بهم سرادقها وان يستغيثوا يغاثوا بمآء كالمهل يشوى الوجوه بئس الشراب وسآء ت مرتفقا.

اور کہہ دیجئے ''یہ قرآن حق ہے، تمہارے رب کی طرف سے، تو جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے انکار کرے،" ہم نے 'ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے، جسکی قناتیں انکو گھیرے ہونگی، اور اگر وہ فریاد کرینگے، تو ایسے پانی سے انکی فریاد پوری کی جائیگی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، اور چہروں کو بھون ڈالے گا؛ کتنا برا ہوگا وہ پانی اور کیسی بری ہوگی وہ جگہ۔ (سورہ کہف:۲۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لست عليهم بمصيطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر داروغہ نہیں ہیں۔
(سورہ غاشیہ:۲۲)

اوپر کی آیتوں کی مختلف عناوین میں یہ حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ پیغمبر کا مقام اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ سچائی کی پکار بلند کرنے والا ہے، پیام حق پہنچا دینے والا ہے نصیحت کی بات سمجھا دینے والا ہے ایمان واعمال کے نتائج کی خوشخبری بتا دینا اور انکار و بد اعمالی کے نتیجہ سے خبر دار کر دینا، اس سے زیادہ اسکی کوئی ذمہ داری نہیں۔

قرآن نے پچھلی دعوتوں کے جتنے واقعات بیان کئے ہیں، انہیں پڑھیں گے تو،

ہر جگہ دیکھیں گے کہ جھگڑے کی جڑ یہی تھی اور خدا کے رسولوں کا ہمیشہ یہی اعلان ہوا کہ ہم نصیحت کرنے والے ہیں، ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے، اگر نہیں مانتے تو تم اپنی راہ چلو ہمیں اپنی راہ چلنے دو اور دیکھو نتیجہ کیا نکلتا ہے لیکن انکے منکر کہتے تھے کہ نہ تو ہم تمہاری بات مانیں گے اور نہ تمہیں تمہاری راہ چلنے دیں گے۔

زور، زبردستی اور تشدّد

اسلام اور ان کے مخالفین میں جو جھگڑا شروع ہوا وہ یہی تھا کہ محمد ﷺ کہتے تھے کہ ہمارا راستہ تبلیغ و دعوت کا ہے مخالفین کہتے تھے ہمارا راستہ زور زبردستی اور تشدّد کا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے اگر میری بات سمجھ میں آئے تو مان لو، نہ سمجھ میں آئے تو ماننے والوں کو راستہ چلنے دو۔ وہ کہتے تھے،" ہماری بات تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے تمہیں ماننی ہی چاہیئے، نہیں مانو گے تو زبردستی منوائیں گے۔

سمجھانے، بجھانے کا راستہ

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی آیتوں میں جو بات کہی گئی ہے اگر دنیا اسے سمجھ لیتی تو جھگڑے ختم ہو جاتے، غور کیجئے جھگڑے کی اصل بنیاد کیا ہے؟ یہی ہے کہ لوگ سمجھانے بجھانے اور زور زبردستی میں فرق نہیں کرتے قرآن کہتا ہے دونوں میں فرق کرو، سمجھانے کی راہ یہ ہے کہ جو بات ٹھیک سمجھتے ہو اسکی دوسروں کو بھی ترغیب دو مگر صرف سمجھا دو، اس سے آگے نہ بڑھو یعنی یہ بات نہ بھولو کہ پسند کرنے نہ کرنے کا حق دوسروں کو بھی ہے تم اسکے لئے ذمّہ دار نہیں ہو۔

زور زبردستی کی راہ یہ ہوئی کہ ڈنڈا لیکر کھڑے ہو جاؤ اور جو کوئی متفق نہ ہو، اسکے پیچھے پڑ جاؤ گویا خدا نے آپ کو لوگوں کی ہدایت یا گمراہی کا ٹھیکیدار بنا دیا ہے جسے قرآن

صاف-صاف کہتا ہے کہ خدا کے رسولوں کا مرتبہ بھی سمجھانے بجھانے کے اندر ہی تھا، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے منتخب تھے تو پھر وہ کسی دوسرے انسان کے لئے یہ کب برداشت کرسکتا ہے کہ وہ جبر کرے۔

روح کی آزادی

اعمالِ انسانی کے تمام گوشوں میں اصلی سوال حدود کا ہے، اور ہر جگہ انسان نے اسی میں ٹھوکر کھائی ہے یعنی ہر بات کی جو حد ہے اسکے اندر نہیں رہنا چاہتا، ایک حق دعوت و تبلیغ کا ہے اور ایک اسکی پسند کا ہے، ہر انسان کو اسکا حق ہے کہ جس بات کو وہ صحیح سمجھتا ہے اسے دوسروں کو بھی سمجھائے لیکن اسکا حق نہیں کہ دوسروں کے حق کو چھینے، جس طرح ایک بات کے ماننے کا حق ہے ٹھیک اسی طرح دوسروں کو بھی اسکا حق ہے اور ایک شخص دوسرے شخص کے لئے ذمّہ دار نہیں کہ اسے زبردستی روکے۔

ہم نے اوپر جس بات کو حق بتایا ہے، قرآن اسے ہر انسان کا فرض قرار دیتا ہے، یعنی وہ کہتا ہے کہ جس بات کو تم سچ سمجھتے ہو تمہارا فرض ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچاؤ، اگر اسمیں کوتاہی کروگے تو خدا کے سامنے جوابدہ ہوگے لیکن ساتھ ہی یاد رکھو فرض سمجھانا بجھانا ہے، زبردستی نہیں اور جواب دہی اسمیں ہے، کہ تم نے سچ کو پہنچایا لوگوں تک یا نہیں، اسمیں نہیں ہے کہ دوسروں نے مانا یا نہیں۔

قرآن کا فیصلہ

قرآن کے فیصلہ کے ساتھ معاملہ کے دونوں پہلوؤں کی حفاظت کی ہے اور پھر اسکی حد بندی کھینچ دی ہے، اس نے ایک طرف نصیحت اور احکام پر زور دیا ہے تا کہ حقیقت کھل جائے، دوسری طرف انسان کی ذاتی آزادی بھی محفوظ کردی، کہ زور زبردستی سے بیجا مداخلت نہ کرسکے، یہی حد ہے، جو یہاں توازن کی حالت قائم رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ اسے اپنی

جگہ سے ادھر ادھر کردیا جائے، دونوں میں سے کوئی بات ضرور غلط ہوجائیگی اگر دعوت و تبلیغ کا قدم زور زبردستی سے آگے بڑھے گا تو روح کی آزادی باقی نہیں رہے گی، اگر ذاتی آزادی کی مانگیں حد سے بڑھ جائیں گی تو حق وعدالت ختم ہوجائیگی یعنی سچ اور انصاف کی مانگ اور قیام کا نظم بگڑ جائے گا۔

سڑا ہوا عضو

جہاد یہ نہیں ہے کہ لوگوں کے گلے پر تلوار رکھ کر کہا جائے کہ مسلمان ہوجاؤ ورنہ قتل کردیں گے یا ان کو زبردستی اسلام قبول کروادیا جائے، جہاد کے ساتھ ہی جزیہ اور انکے جان و مال کی حفاظت بلکہ مسلمانوں ہی کی طرح ان سے برتاؤ کرنا۔

یہ اس بات کی گواہی ہے کہ اسلام نے کبھی کافروں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا اس لئے ایک آزاد خیال دماغ رکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس پر غور کرے کہ اسلام میں جہاد کی فرضیت کس لئے ہوئی۔

جس طرح ایک ڈاکٹر معلوم کرلیتا ہے جو اپنے فن کا ماہر ہو کہ اب صرف مرہم لگانے سے کام نہیں چل سکتا بلکہ سڑے ہوئے عضو کا آپریشن کرنا یا اسے نکال کر پھینک دینا ضروری ہے ورنہ پورا جسم خراب ہوجائیگا تو وہ آپریشن کرتا ہے تاکہ اس کا جسم صحتیاب ہوجائے یہ جذبہ مریض کو صحت یاب کرنے کا ہوتا ہے۔

اسی طرح جب انسانی شکل میں ظلم کے زہریلے جراثیم پیدا ہوگئے اور وہ ایک مریض جسم کی طرح ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک رحمدل ڈاکٹر حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، جنہوں نے ترپن سال تک مسلسل اسکے ہر عضو اور ہر رنگ و ریشہ کے سدھار کی فکر کی جس سے سدھرنے والے عضو تندرست ہوگئے لیکن جو عضو بالکل سڑ چکے تھے اور ان کے اچھا ہونے کا کوئی راستہ نہ تھا، بلکہ خطرہ ہوگیا تھا کہ وہ سڑان انکے پورے جسم میں

پھیل کر پورا جسم خراب کر دے ،اس کے لئے اس بیماری کو ختم کرنا ضروری ہو گیا تھا کہ آپریشن کر کے اس عضو کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے ،یہی جہاد کی حقیقت ہے۔

میدان جنگ میں

یہی وجہ ہے کہ میدان جنگ میں بھی اسلام نے اپنے مخالفین میں سے صرف انہی لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے جو اسلام کے مٹانے کی سازش بنائیں اور جنگ کے لئے آئیں مگر ایسی صورت میں بھی اسلام نے عورتوں ،بچّوں ،بوڑھوں اور مذہبی لوگوں کو قتل نہ کرنے کی نصیحت کی ہے ،یہاں تک کہ وہ لوگ بھی جو کسی دباؤ یا مجبوری سے جنگ کے میدان میں لائے گئے ہوں انہیں بھی قتل نہ کرنے کی نصیحت کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حضرت عکرمہ ؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ بنی ہاشم کا اگر کوئی شخص تمہارے سامنے آئے تو تم انہیں قتل نہ کرنا کیونکہ وہ اپنی خوشی سے جنگ میں شامل نہیں ہوئے بلکہ ان کو زبردستی لایا گیا ہے۔

یہاں تک کہ مقابلہ پر آنے والوں اور جنگ کرنے والوں میں سے بھی ،جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے اچھے اخلاق یا انسانی خدمت گزار ہونے کی خبر ملتی تو اسے بھی قتل کرنے سے روک دیتے تھے۔

صحت یاب معاشرے کا قیام

اسلامی جہاد دنیا کی تمام جنگوں کی طرح نہیں ہوتے کہ شہر کے شہر بے رحمی سے تباہ و برباد کر دئے جائیں یا جلا دئے جائیں یا کسی کو تکلیف پہنچائی جائے ،بلکہ اسکا مقصد ہوتا ہے کہ ایک اچھے اور معاشرہ کے قیام کے لئے اگر جان کی قربانی دینی پڑے تو وہ بھی دی جا سکے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ لوگ دوسرے کی آنکھوں کا تنکا تک دیکھتے ہیں اور اپنی آنکھ کا شہتیر (موٹی لکڑی) بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔

تلوار سے لیس سپاہی

اگر یہ سچ ہے کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے پھیلا تو '**کارلایل**' کے اس سوال کا کیا جواب ہے کہ ''**اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار سے لیس سپاہیوں کے زور سے اسلام کو پھیلایا ہے تو پہلے ان تلوا سے لیس سپاہیوں کو کس تلوار سے مسلمان بنایا**''۔

مسلم کیوں؟

اس اصول کی بناء پر تو چاہئے تھا کہ ان ملکوں میں اسلام کا سایہ بھی نہ پڑتا جہاں تلوار نے اس کا ساتھ نہیں دیا ،حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ ملک حبشہ پر مسلمانوں نے کبھی تلوار نہیں اٹھائی مگر آج وہاں آدھی آبادی مسلمان ہے۔'افریقہ' کے ان علاقوں میں جہاں مسلمان سپاہیوں کا گزر بھی نہیں ہوا تھا، وہاں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کیوں نظر آتی ہے، 'چین' پر مسلمانوں نے حملہ نہیں کیا مگر چار کروڑ مسلمان وہاں کہاں سے آ گئے۔

مسلمان حکمراں نہ ہونے کے باوجود

جزائر ،ملایا میں مسلمان حکمراں نہیں رہے مگر آج وہاں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان کس طرح پیدا ہو گئے؟

تھائی لینڈ ،فلپائن اور دوسرے ملکوں اور جزیروں میں جہاں کبھی مسلمان سپاہیوں کا قدم بھی نہیں پہنچا، مگر اسلام کا قدم وہاں کیسے پہنچ گیا ،ترک و تاتار نے خود مسلمانوں پر تلوار چلائی تھی ان پر تلوار کس نے چلائی اور ان کو کس نے مسلمان بنایا؟

اسی طرح ہندوستان میں بھی اسلام کی ترقّی انہی طریقوں سے ہوئی ہے جن

طریقوں سے دنیا میں ہر مذہب کی ہوئی ہے۔

اسلام پر الزامات کی اہم وجہ

اوپر کی عبارتوں سے یہ بات صاف ہوگئی کہ اسلام نے کسی کو تلوار کے زور سے مسلمان نہیں بنایا، بلکہ اسلام کی خوبیوں کی بناء پر لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اختلاف کی اہم وجہ 'حسد اور جلن' ہے کہ اتنے کم وقت میں پوری دنیا میں کیسے لوگوں نے اسکی تعلیم کو قبول کرلیا، اور دوسری وجہ لاعلمی ہے۔

نفرت کی پہلی وجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دیوی دیوتاؤں کے مختلف جانوروں، درختوں اور چاند سورج کی پوجا ہو رہی تھی جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اسکی خدمت کے لئے پیدا کیا تھا اسی کے سامنے ماتھا ٹیکنے لگے تھے اسی طرح سارا معاشرہ بگڑ گیا تھا انسانیت ختم ہوچکی تھی، جہالت، اندھا یقین اور جوا، لوٹ، مار، زنا یہاں تک کہ والد کے انتقال کے بعد سوتیلی ماں سے شادی کر لیتے تھے، شراب خوری، جھگڑا، فساد، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا، دھوکہ دھڑی ،ظلم، سازش، عورتوں کے ساتھ برے برتاؤ، غلاموں پر ظلم، یتیموں کا حق مارا جاتا تھا اور انسانیت کو مختلف حصّوں میں بانٹ دیا گیا تھا۔

عرب کی کا اخلاقی فریضہ

ملک عرب مذہبی، معاشرتی نطقۂ نظر سے سبھی ملکوں سے زیادہ خراب ہوگیا تھا لیکن نبی آخر الزماں حضرت محمّد ﷺ کے ذریعہ اصل مذہب کا جو انقلاب شروع ہوا، تو اس کی خود آپ کے، قبیلہ اور ملک نے پوری طاقت سے مخالفت کی، لیکن بیس ۲۰ سال کے بعد

دعوت و تبلیغ کے بدلہ اسی نسل میں مومن مسلمان پیدا ہوئے اور عرب کے رہنے والوں کو یہ یقین ہوگیا کہ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں سچّے نبی ہیں۔

اخلاق پذیر ملک

اس طرح دنیا کا سب سے زیادہ اخلاق پذیر ملک عرب، دنیا کے لئے مذہب اور انسانیت کا ملک بن گیا اور تاریخی عجائب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گنہگاروں کا خاتمہ نہ کر کے گنہگاروں کے گناہوں کا خاتمہ کیا۔

پس اس کہاوت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کر دکھایا سب سے زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکّہ میں ایک بھی جانی نقصان نہیں ہوا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ماننے والوں نے اپنے دشمنوں کے کارناموں کا بدلہ لئے بنا چھوڑ دیا جسے دیکھ کر پورا مکّہ اسلام کی گود میں آ گیا۔

تاریخی عجائب

حضرت محمّد ﷺ کی پیدائش ۵۷۰ء میں ہوئی، لیکن ۷۰۰ء شروع ہوتے ہوتے اسلام عراق، اور وسط ایشیا تک پہنچ گیا، محترم رام دھاری سنگھ دنکر اپنی کتاب ''سنسکرت کے ادھیائے چار'' میں لکھتے ہیں کہ:

''تاریخ میں رومن'' حکومت بہت بڑی سمجھی جاتی ہے پر اسکی تعمیر میں تقریباً چھ سو سال لگے تھے اور اسلامی حکومت چند سال میں ہی پھیل گئی اور خلفاء نے اتنی بڑی سلطنت قائم کی کہ سکندر کی حکومت صرف اس کا ایک حصہ بھر رہ گئی ایران نے خود ایک ہزار سال تک پڑوس میں اپنی حکومت قائم رکھی تھی پھر بھی وہ عرب کے مذہبی لوگوں کے سامنے ٹک نہ سکا اور محمّد ﷺ کی وفات کے ۱۰ سال گزرتے گزرتے ایران پر عرب کے مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا اور وہاں کے لوگ مسلمان ہو گئے۔''

اس حقیقت کو دیکھ کر مخالفین کو بڑی جلن ہوتی ہے کہ اتنے کم وقت میں اسلام کیسے عالمی طور پر پھیل گیا اس لئے اسکو روکنے کے لئے غلط تبلیغ کی جائے تا کہ اسلام کو پھیلنے سے روکا جاسکے۔

دوسری وجہ لاعلمی

اسلام کے بارے میں جو غلط پروپیگنڈہ کیا گیا اسکی ایک وجہ لاعلمی ہے اور وہ یہ کہ اسلام مذہب کو سمجھا یا اس طرح جاتا ہے کہ یہ تو آخری مذہب ہے اس سے پہلے بہت سے مذاہب اس زمین پر چل رہے تھے جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر تلوار کے ذریعہ لوگوں کو انکے اصل مذہب سے چھڑا دیا اور ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال دی۔

جس طرح مختلف مذاہب کے مبلّغوں نے آ کر انہیں اصل مذہب سے ہٹا کر اپنا ایک نیا مذہب قائم کر دیا یہاں تک کہ اسلام سے لاعلم لوگ اسلام مذہب کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی سمجھنے لگے۔

ان اقتباسات کو پڑھنے سے آپ کو تعجب ہوگا لیکن حقیقت یہی ہے کہ اسلام مذہب کے بانی حضرت محمّد ﷺ نہیں ہیں بلکہ اسلام تو حضرت آدم علیہ السلام سے ہی تھا اور قرآن مکمل طور سے قیامت تک کے لئے تمام انسانیت کے لئے ھدایت نامہ ہے؛ اسلام مذہب کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کے بعد اب نہ کوئی شریعت آئیگی اور نہ کوئی رسول، آپ ہی سردارالانبیاء اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جسے قرآن پاک میں اس طرح کہا گیا ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وانزلنا اليك الكتاب بالحق مصد قا لمابين يديه من الكتب

ومهيمنا عليه فاحكم بينهم بما انزل الله ولا تتبع اهوآئهم عما جآئك من الحق لكل جعلنامنكم شرعة و منهاجا ولوشآء الله لجعلكم امة واحدة ولكن ليبلوكم فيٓ مآ اتكم فاستبقوا الخيرت الىٰ الله مرجعكم جميعا فينبئكم بما كنتم فيه تختلفون ۔

''اور ُہم نے‘ آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے، جو اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو اسکے پہلے سے موجود ہے اور جو اسکی محافظ ہے؛ اور انکے بیچ معاملوں میں آپ وہی فیصلہ کیجئے جو اللہ نے اتارا ہے؛ اور جو حق تمہارے پاس آچکا ہے اسے چھوڑ کر انکی خواہشات کے پیچھے نہ چلئے گا، ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک دستور اور ایک طریقہ مقرّر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امّت بنا دیتا؛ لیکن جو کچھ اس نے تمہیں حکم دیا ہے اس میں وہ تمہارا امتحان لینا چاہتا ہے تو تم بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں بتا دیگا، جس میں تم اختلاف کرتے تھے۔'' (سورہ مائدہ:۴۸)

قرآن خود پچھلی تمام آسمانی کتابوں میں جو کچھ تھا اسکی وضاحت کر دی ہے، پس کسی طرح کا شک نہیں رہ جاتا کہ اسلام کوئی نیا مذہب ہے بلکہ اس زمین پر صرف یہی ایک خدائی مذہب ہے جو ہر زمانہ میں آسمانی کتاب کی شکل میں آتا رہا اس زمین پر بھی نبی یا رسول آیا وہ اسلام ہی لیکر آیا فرق صرف اتنا تھا کہ جو نبی آتا تھا وہ اپنی زبان کے مطابق اسلام لفظ کی تشریح کرتا رہا جس کی قرآن پاک نے اس طرح تصدیق کی ہے۔

ولقد بعثنافی کل امة رسولا ان اعبدواالله واجتنبوا الطاغوت.

اور ُہم نے‘ ہر امّت میں رسول بھیجے کہ، ''اللہ کی عبادت کرو، اور شیطان سے بچتے رہو۔'' (سورہ نحل:۳۶)

اس سے یہ بات پوری طرح صاف ہوجاتی ہے کہ اسکے پہلے بھی ہر قبیلہ اور ملک کے اعتبار سے رسول آئے لیکن سبھی رسولوں نے یہ پیشن گوئی بھی کی کہ میرے بعد ایک آخری رسول آئیگا جس پر قرآن پاک نازل ہوگا جسے قبول کئے بغیر کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

ان دلیلوں کے بعد اب کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ اسلام مذہب نیا مذہب ہے بلکہ یہی مذہب سب سے پہلا اور آخری مذہب ہے جسے انسان اپنا کر کامیاب بن سکتا ہے۔اس کے بعد کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا انکے ماننے والے قرآن کا یعنی اللہ کے احکام کی مخالفت کر سکتے ہیں، اگر کوئی اس کے خلاف کریگا تو اپنے فائدہ کے لئے کریگا اس کا اسلام یا مسلمانوں سے کوئی تعلّق نہیں۔

اوپر کی آیتوں میں یہ بھی جگہ جگہ بتا دیا گیا ہے کہ جو شخص قرآن یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، یا ان کی تعلیم کو قبول کریگا، وہ کسی دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچائیگا بلکہ خود اس کا ہی فائدہ ہوگا۔

اس طرح کی اور بھی بہت سی آیتیں قرآن پاک میں موجود ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ مذہبی آزادی ہر شخص کو دی گئی ہے چاہے قبول کرے یا انکار، قبول کرنے پر اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے اچھّے کاموں کے مطابق پھل دینے کا وعدہ کرتا ہے لیکن کسی کو مجبور نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان احسنتم احسنتم لانفسکم وإن اساتم فلها.

''اگر تم نے بھلائی کی تو اپنے ہی لئے کی اور اگر تم نے برائی کی تو اپنے ہی لئے کی''

(سورہ بنی اسرائیل:۷)

اعمال کا بدلہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قل للّذین اٰمنوآیغفروا للذین لایرجون أیام اللّٰه لیجزی قوما بما کانوا یکسبون۔

''جو لوگ ایمان لائے ان سے کہہ دیجئے، جو لوگ اللہ کے دنوں کی (جو اعمال کے بدلہ کے لئے کرتے ہیں) امید نہیں رکھتے ان سے درگذر کریں، تا کہ 'وہ' ان لوگوں کو انکے اعمال کا بدلہ دے۔'' (سورہ جاثیہ،۱۴)

نبی کا کام لوگوں کو حقیقت سے معترف کرا دینا ہے اس کو زبردستی منوانا نہیں۔

رسول کے ذمّہ پیغام کا پہنچانا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إنما علیٰ رسولنا البلٰغ المبین

''بے شک رسول کے ذمّہ تو صرف پیغام کو صاف صاف پہنچا دینا ہے''۔ (سورہ مائدہ :۹۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فان اعرضوافماارسلنٰك علیهم حفیظا ان علیك الاّ البلٰغ

''اب بھی اگر یہ ذھن میں نہ لائیں تو 'ہم نے' تو آپکو ان پر کوئی محافظ بنا کر نہیں بھیجا، آپ پر تو صرف پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔'' (سورہ شورہ:۴۸)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فـان اعـرضـوا فما ارسلنك علیهم حفیظا۔ان علیك الا البلغ وانا اذآ اذقنا الانسان منا رحمة فرح بها وان تصبهم سیئة بما قدمت

ایدیھم فان الا نسان کفور.

''اب بھی اگر آپ ذھن میں نہ لائیں تو 'ہم نے' تو آپ کو ان پر کوئی نگہبان بنا کر نہیں بھیجا، آپ پر تو صرف پہنچا دینے کی ذمّہ داری ہے، اور جب 'ہم' انسان کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر اترانے لگتا ہے، اور اگر اس کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت اس پر آتی ہے تو وہ ناشکری کرنے لگتا ہے''۔ (سورہ شورہ:۴۸)

مذہب میں زبردستی نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لا اکراہ فی الدین قد تبیّن الرشد من الغیّ

''دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں ہدایت تو گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے''۔ (سورہ بقر:۲۵۶)

اس سے معلوم ہوا کہ زبردستی کسی کو مسلمان بنانا اسلام کے خلاف ہے اور اللہ کے حکم کی نافرمانی کرنا ہے۔

حضرت محمّد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، حضرت عبّاسؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ جو قرآن کے مفسّر تھے، ان سے ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے جس کا مفہوم ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی کے دو بیٹے عیسائی ہو گئے، تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے دو بیٹے عیسائی مذہب کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتے تو کیا میں ان کو مجبور کر سکتا ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی جو اوپر مذکور ہے۔

'علاّمہ ابن کثیر' قرآن کے عظیم مفسّر مانے گئے ہیں انہوں نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ،

کسی شخص کو اسلام میں داخل ہونے پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ واضح اور ظاہر ہو چکا ہے اور اسکے دلائل اور حقائق اتنے روشن ہیں کہ کسی شخص کو اس میں داخل ہونے پر مجبور کرنے کی ضرورت نہیں ہے اللہ نے جس شخص کو ہدایت دی ہو اور اسکا دل سچ کو قبول کرنے کے لئے کھول دیا ہو اور اسکو علم کی روشنی عطا کی گئی ہو وہ کھلے حقائق کی بناء پر خود ہی اسلام قبول کریگا اور جس کے دل کو خدا نے تاریک کر دیا ہو اور جسکے سننے اور دیکھنے کی صلاحیت پر مہر لگا دی ہو اسکو طاقت کے ذریعہ اسلام میں داخل کرنا اسے کوئی کام نہ دیگا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اسی طرح امام فخر الدین رازیؒ نے ابو مسلم اصفہانی کا قول نقل کیا ہے جس کا مفہوم ہے کہ خدا نے دین کو زبردستی پر منحصر نہیں رکھا ہے بلکہ اختیار پر رکھا ہے، اس طرح قرآن کی کئی آیتوں سے ثبوت ملتا ہے جس میں زبردستی اسلام قبول کروانے سے منع کیا گیا ہے جیسے:

جو عمل کرے گا اپنے ہی لئے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قل یا یھا الناس قد جآئکم الحق من ربکم فمن اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہٖ ومن ضل فانما یضل علیھآ ومآ انا علیکم بوکیل.

کہہ دیجئے، ''اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آ گیا ہے، تو اب جو کوئی راہ پر آئیگا، تو وہ اپنے لئے ہی آئیگا، اور جو کوئی گمراہ ہوگا تو وہ اپنے لئے ہی گمراہ ہوگا، اور میں تمہارا وکیل (ذمّہ دار) نہیں ہوں''۔ (سورہ یونس:۱۰۸)

اس طرح قرآن پاک میں کئی موقع پر کہا گیا ہے جس سے صاف ہو جاتا ہے کہ اسلام یا دین سمجھنے بوجھنے، اور سمجھ بوجھ کر اختیار کرنے کا معاملہ ہے۔

جس کا جی چاہے مانے یا نہ مانے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وقل الحق من رّبّکم فمن شآء فلیوء من ومن شآء فلیکفر

''اور کہہ دیجئے ،''یہ قرآن حق ہے ،تمہارے رب کی طرف سے تو جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے انکار کرے۔'' (سورہ کہف:۲۹)

کاموں کا بدلہ

ایک موقع پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لکم دینکم ولی دین ''تم اپنے دین پر، میں اپنے دین پر''

''یعنی تم کو تمہارے کاموں کا بدلہ ملے گا اور مجھ کو میرے کاموں کا بدلہ ملے گا''۔

(سورہ کافرون:۶)

اوپر کی آیتوں سے صاف ہوجاتا ہے کہ کسی شخص کے لئے کسی خاص مذہب میں آنے سے انکار کرنے پر اس سے لڑائی جھگڑا، جنگ وخون خرابہ یا زور زبردستی کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ نصیحت کرکے اسے اسکے راستے پر چھوڑ دیا جائیگا، اسی طرح دونہیں بیسوں احکام موجود ہیں، جن کے پڑھنےکے بعد کسی شخص کو کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ مذہب کے فرق کی وجہ سے کوئی مسلمان کسی پر ظلم کرے یا زور زبردستی سے کام لے جیسے خود قرآن پاک میں ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اسلام میں زبردستی نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ولو شاء ربك لامن فی الارض کلهم جمیعا افانت تکره الناس

حتیٰ یکونوا موء منین۔

اور اگر تمہارا رب چاہتا تو اس زمین کے اوپر جتنے لوگ ہیں سب کے سب ایمان لے آتے ،تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ ایمان والے ہوجائیں؟ (سورہ یونس:۹۹)

اس سے بالکل صاف ہوجاتا ہے کہ مذہب کے متعلّق زبردستی یا زیادتی کو ٹھیک سمجھنا، کسی بھی طرح سے قرآن یا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

سیدھا راستہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

والذین کذّبوابایتنا صم فی الظلمت من یشااللّٰہ یضلله ومن یشا یجعله علی صراط مستقیم۔

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ بہرے اور گونگے ہیں، اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں، اللہ جسے چاہے بھٹکا دے اور جسے چاہے سیدھی راہ پر لگادے۔

(سورہ انعام:۳۹)

کسی کو برا نہ کہو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ولو شاء اللّٰہ مآ اشرکوا وما جعلنك علیهم حفیظا ومآ انت علیهم بوکیل ولاتسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبوااللّٰہ عدوا بغیر علم۔

''اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا، تو یہ لوگ شرک نہ کرتے ،اور ہم نے آپ کو ان پر نگہبان مقرر نہیں کیا، اور نہ آپ ان کے کوئی ذمّہ دار ہی ہیں'' اور جن لوگوں کو یہ مشرک اللہ کے سوا

پکارتے ہیں، ان کو برا نہ کہنا تو وہ اللہ کو برا کہتے ہیں عداوت کی بنا پر کم علمی کی وجہ سے۔
(سورہ انعام:۱۰۸،۱۰۷)

وہ جانتا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

انّ ربك هو اعلم من يضل عن سبيله وهو اعلم بالمهتدين۔

’’آپ کا رب انہیں اچھی طرح جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹکا ہے اور وہ انہیں بھی جانتا ہے جو سیدھی راہ پر ہیں‘‘۔ (سورہ انعام:۱۱۷)

اپنا اپنا حساب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وان كذبوك فقل لى عملى ولكم عملكم انتم بريئون مما اعمل ونا برئ مماتعملون۔

’’اور اگر یہ آپ کو جھٹلائیں، تو کہہ دیجئے، میرا کیا ہوا میرے لئے اور تمہارا کیا تمہارے لئے؛ تم میرے کام کے ذمّہ دار نہیں اور میں تمہارے کام کا ذمّہ دار نہیں ہوں‘‘۔
(سورہ یونس:۴۱)

حق کی پہچان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وماكان لنفس ان تؤمن الا باذن الله ويجعل الرجس على الذين لايعقلون۔

’’اور کسی شخص کے لئے یہ ممکن نہیں، کہ اللہ کی اجازت کے بغیر وہ ایمان لائے،

اور اللہ ان لوگوں پر گندگی ڈال دیتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے۔‘‘ (سورہ یونس:۱۰۰)

کیا قرآن پاک کی اوپر دی گئی ان آیتوں کے بعد بھی کسی کو شک رہ جائیگا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یا بعد کے مسلمانوں نے اسلام کو تلوار کے ذریعہ یا طاقت کے ذریعہ لوگوں کو پھیلایا ہے، جبکہ ان آیتوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ آپ کسی پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں بلکہ آپ کا کام صرف لوگوں تک احکام کا پہنچا دینا ہے۔

حضرت محمدؐ کے وقت میں اسلام کے پھیلنے کا ذریعہ

اسلام کے بارے میں حضرت محمدؐ کی زندگی میں کوئی ایک واقعہ نہیں ملتا کہ آپؐ نے کسی کو زبردستی اسلام قبول کروایا ہو، اسکے برخلاف کوئی آپؐ کے اخلاق و برتاؤ سے اسلام قبول کرتا کوئی آپ کو دیکھ کر، کوئی قرآن پاک کی آیات سن کر اسلام قبول کر لیتا اور کچھ لوگ آپؐ کی زبان سے متاثّر ہو کر اسلام قبول کر لیتے اس لئے اسلام کو قبول اور نہ قبول کرنے کا تعلّق صاف دل سے ہوتا ہے نہ کہ اوپری بناؤ سنگھار سے، اب ہم کچھ نمونہ حضرت محمدؐ کے وقت کا آپکے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو جائیگا کہ اسلام کیسے پھیلا؟

حضرت عمر ابن خطّابؓ کا اسلام

ایک بار حضرت عمر ابن خطّابؓ حضرت محمدؐ کو قتل کرنے کے ارادہ سے تلوار ہاتھ میں لیکر نکلے، کہ حضرت محمدؐ کو آج قتل کر کے رہونگا اس لئے کہ وہ ہماری پرانی ریت رواج کا انکار کرتے ہیں، لیکن جب قرآن پاک کی چند آیتیں سنیں تو انکا دل پگھل گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوذر غفاریؓ کا اسلام

''حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے بھائی سے قرآن مجید کے اثرات کو سنا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور سچّے دل سے اسلام قبول کر لیا۔'' (بخاری، فضائل ابوذرؓ)

حضرت عثمان ابن مظعونؓ کا اسلام

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشآء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔

''اللہ حکم دیتا ہے انصاف کا، اور بھلائی کا اور عزیزوں کو (ان کے حق) دینے کا اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے روکتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم دھیان دو۔''

(سورہ نحل:۹۰)

ان آیتوں کو سن کر خود جو انکے دل پر اثر پڑا وہ بیان کرتے ہیں، ''یہ وہ وقت تھا جب ایمان میرے دل میں بیٹھ گیا اور میں محمّد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت رکھنے لگا۔''

(مسند ابن حنبل، حصّہ اول ۳۱۸)

حضرت زبیر ابن مطعمؓ کا اسلام

ام خلقوا من غیر شیء ام هم الخلقون ام خلقواالسموت والارض بل لا یوقنون ام عند هم خزائن ربك ام هم المصیطرون۔

''کیا یہ کسی کو پیدا کئے بغیر پیدا ہو گئے یا خود ہی اپنے کو پیدا کرنیوالے ہیں؟ یا آسمانوں اور زمین کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ یقین ہی نہیں رکھتے؛ کیا ان کے پاس آپ کے 'رب' کے خزانہ ہیں؟ یا ان پر انکا قبضہ ہے؟'' (سورہ طور:۳۷-۳۵)

یہ سن کر وہ خود کہتے ہیں کہ میرا دل اڑنے لگا اور اسلام قبول کر لیا۔ (بخاری)

اسی طرح طائف کے سفر میں حضرت خالد العدوانیؓ نے آپ کی زبان سے یہ آیت سنی۔

والسماء والطارق ومآ ادرك ماالطارق النجم الثاقب۔

آسمان کی قسم اور (اس تارہ کی) جو رات میں نمودار ہوتا ہے۔ یہ سنتے ہی پوری سورہ یاد کر لی اور فوراً اسلام قبول کر لیا۔ (مسند احمد: حصّہ اول ۳۳۵)

اسی طرح کبھی کبھی پورا کا پورا ایک گروہ اور جماعت آتی اور قرآن سن کر اسلام قبول کر لیتی جیسے۔

"حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت ابو سلمیٰؓ حضرت ارقم ابن ارقمؓ، اور حضرت عثمان ابن مظعونؓ جب یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اسلام سمجھایا اور قرآن کی آیت سنائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے"۔

(اسد الغابہ، تذکرہ ابو سلمیٰ ابن عبد الاسد)

اسی طرح قرآن میں ایرانیوں کے مقابلہ میں رومیوں کی فتح کی جو پیشنگوئی تھی وہ پوری ہوئی تو بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ (ترمذی، کتاب التفسیر: سورہ روم)

اخلاق سے متاثّر ہو کر قبول اسلام

ایک بار ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی بکریاں مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا سوال پورا کیا، اس سے متاثّر ہو کر اس نے اپنے خاندان والوں کو بتایا، کہ لوگو! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عطا کرتے ہیں کہ ان کو اپنے فقیر ہو جانیکا بھی ڈر نہیں ہوتا۔ (مسلم، کتاب الفضائل)

ایک یہودی کا اسلام

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی عالم سے قرض لیا ابھی ادا کرنے کی تاریخ بھی نہیں آئی تھی کہ آکر اتنا تنگ کیا کہ ظہر سے فجر ہو گئی تو صحابہ نے اسے دھمکیاں دیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اللہ نے مجھے غیر مسلم کافروں پر ظلم کرنے کی اجازت نہیں دی ہے" (اتنا سننے کے بعد) دن چڑھتے چڑھتے اس نے اسلام قبول کر لیا اور کہا میرا آدھا مال اللہ کے لئے صدقہ ہے، آپ کو تنگ کرنے میں میرا یہ مقصد تھا کہ توریت میں آپکی جن خوبیوں کا تذکرہ ہے انکا تجربہ کروں۔ (مشکوٰۃ، کتاب الفتن)

ثمامہ ابن اسال کا اسلام

اسی طرح ثمامہ ابن اسال گرفتار ہو کر حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے

لیکن جب آپ نے ان کو بنا کسی شرط و بغیر کسی معاوضہ کے رہا کر دیا تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ (مسلم)

حضرت حارث ابن عبد العزی کا اسلام

حضرت حلیمہ کے شوہر یعنی آپ کے رضائی بھائی کے والد جب مکّہ آئے تو قریش نے کہا کہ کچھ سنا ہے تمہارا بیٹا کہتا ہے کہ "لوگوں کو مرنے کے بعد پھر جینا ہوگا۔"

انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، "بیٹا یہ کیا کہتے ہو"؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اگر وہ دن آیا تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر بتاؤنگا کہ جو کچھ میں کہتا تھا، سچ تھا" یہ سن کر وہ فوراً مسلمان ہو گئے اور ان لفظوں کا اثر عمر بھر رہا، کہا کرتے تھے کہ "میرا بیٹا ہاتھ پکڑ لے گا تو جنّت میں پہنچ کر ہی چھوڑیگا۔" (تذکرہ: حضرت حارث ابن عبد العز)

حضرت ابو رافعؓ کا اسلام

بہت سے لوگوں نے تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہی آپ کی نبوت کا اعتراف کر لیا، حضرت ابو رافعؓ آپ کی خدمت میں قریش مکّہ کی طرف سے ایلچی بن کر آئے تھے، لیکن آپ کی نظر پڑتے ہی اسلام قبول کر لیا۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد)

اسی طرح عبد اللہ ابن سلامؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھتے ہی یقین ہو گیا کہ جھوٹے آدمی کا چہرہ ایسا نہیں ہوسکتا، اور فوراً اسلام قبول کر لیا۔ (ترمذی، ابواب الزہد)

اسلام کی تبلیغ کا اثر

زیادہ تر لوگ اسلام کے مبلّغ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کے اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے تھے، بہت سے لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے اثر سے اسلام قبول کیا، اور یمن کے لوگوں نے حضرت علیؓ کے اخلاق و برتاؤ سے متاثّر ہو کر

اسلام قبول کیا، اسی طرح حضرت طفیلؓ نے اپنے قبیلہ کے بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا 'قبیلہ ہمدان' حضرت عامر ابن سحر کے اثرات سے اسلام قبول کیا، اور حضرت ابوذر غفاریؓ کا آدھا قبیلہ ان سے متاثر ہو کر مسلمان ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا اثر

ایک بار ایک سفر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیاس کی شکایت کی تو آپ نے دو آدمیوں کو پانی تلاش کرنے کے لئے بھیجا، تو ایک سواری پر سوار بزرگ نے پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا اور اس میں دونوں مشکوں سے پانی ڈال کر مشکوں کے دہانے بند کر دئے اور عام اعلان کر دیا کہ سب لوگ پانی پی لیں، اس طرح سبھی لوگوں نے پانی پی لیا لیکن مشکوں کے پانی میں کوئی کمی نہیں آئی، اس عورت نے یہ معجزہ دیکھا تو اپنے قبیلہ میں آ کر بتایا کہ خدا کی قسم آسمان وزمین کے بیچ یہ شخص عجوبہ روزگار اور خدا کا سچّا نبی ہے۔
(بخاری شریف، کتاب التّعلیم باب السعید الطیّب)

اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو حضرت عبداللہ ابن سلامؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ پیشنگوئی اور غیبی چیزوں کے بارے میں سوالات کئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے جوابات دئے، جس سے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (بخاری، باب ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی طرح جب فتح مکّہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کو بنوخزیمہ کی طرف بھیجا تو صاف ہدایت کر دی تھی کہ صرف اسلام کا پیغام پہنچانا مقصد ہے جنگ نہیں، اسکے باوجود حضرت خالدؓ نے جنگ کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ناپسند فرمایا اور کعبہ کی طرف کھڑے ہو کر فرمایا۔

''اے خدا! خالد نے جو کچھ کیا اس کی ذمّہ داری مجھ پر نہیں ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کا بدلہ ادا کرنے کے لئے حضرت علیؓ کو بھیجا اور انہوں نے ایک ایک بچّہ یہاں تک کہ کتّوں تک کے خون کا بدلہ ادا کیا۔ (تاریخ تعبیر، حصّہ ۳)

قبیلہ دوس کا اسلام

طفیل ابن عمر الدوسی عرب کا مشہور شاعر تھا، چونکہ عرب میں شاعروں کا اثر بہت تھا یعنی وہ قبیلہ کے قبیلہ کو جدھر چاہتے تھے، ادھر کر دیتے تھے، اس لئے قریش نے کوشش کی کہ وہ کسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جائیں، لیکن ایک بار جب اس نے اتفاقیہ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلمکو قرآن مجید پڑھتے سنا تو مسلمان ہو یا۔ (زرقانی)
اور اس کے اثر سے اسی زمانہ میں قبیلہ دوس میں بھی اسلام پھیلنے لگا۔
(صحیح مسلم، کتاب الایمان سے یہ مفہوم ہوتا ہے)

اس پر عام قبیلہ نے طفیل کی دعوت قبول نہ کی تو وہ رنجیدہ ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا، ''یا صلی اللہ علیہ وسلم! دوس نے نافرمانی کی ان کو بددعا کیجئے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ خدا دوس کو ہدایت دے، اور ان کو بھیجا، اس کے بعد سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ (صحیح بخاری، باب قصّہ، دو)

کامیابی پر مسلمان

عمر و ابن عنبسہؓ انہی بزرگوں میں ہیں، جنہوں نے لوگوں کی زبانی یہ سن کر کہ مکہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قریش کے مظالم کی بناء پر چھپے ہوئے تھے، عمرو ابن عنبسہؓ کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے، اور عرض کیا، ''آپ کون ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،''میں پیغمبر ہوں''انہوں نے کہا،

''پیغمبر کس کو کہتے ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،''خدا نے مجھے بھیجا ہے۔''

انہوں نے پھر پوچھا،''کیا پیغام دیکر بھیجا ہے؟''

ارشاد فرمایا:

''مجھے خدا نے یہ پیغام دیکر بھیجا ہے کہ رشتہ داروں کا حق ادا کیا جائے ، بت توڑ دئے جائیں، خدا کو ایک مانا جائے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے''۔

عمرو نے پوچھا، ''اس مذہب کے کتنے ماننے والے ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک آزاد (ابوبکرؓ) اور ایک غلام (بلال حبشیؓ)۔

عمرو نے کہا،''میں بھی آپ کی پیروی کرتا ہوں''ارشاد ہوا کہ ابھی تو یہ ممکن نہیں تم دیکھ رہے ہو کہ میں کس حال میں ہوں اور میرے ساتھیوں کا کیا حال ہے، میری کامیابی کا جب حال سننا تو میرے پاس آجانا، پس عمرو واپس آگئے ، اور ہجرت کے بعد جب لوگوں کی زبانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا حال معلوم ہوا تو حاضر خدمت ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ (صحیح مسلم، باب اوقاف النبی)

زمّاد ابن ثعلبہ کا اسلام

زماد ابن ثعلبہ ایک قبیلہ کے سردار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے دوست تھے، وہ مکّہ آئے تو سنا کہ محمد صلی علیہ وسلم کو جنون ہوگیا ہے، وہ جھاڑ پھونک بھی کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ لاؤ میں تمہارا علاج کردوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد للہ نحمدہ من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد انّ محمّدا عبدہ و رسولہ

ان لفظوں نے زمّاد کو متاثر کیا، اور عرض کیا''دوبارہ ارشاد فرمائیے''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دہرایا زمّاد نے پھر تیسری بار پڑھوایا، اب وہ بالکل متاثّر ہو چکے تھے۔

بولے کہ میں نے کہانیوں کی باتیں، جادوگروں کے، شاعروں کے قصیدے سنے ہیں لیکن ایسا کلام نہیں سنا، یہ تو دریا کی تہ تک میں اثر کر جائیگا، لائیے ہاتھ لائیے میں اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیعت لی۔ پھر فرمایا:

اپنے پورے قبیلہ کی طرف سے بھی بیعت کرلو، پس انہوں نے پورے قبیلہ کی طرف سے بیعت کرلی، اور پورا قبیلہ ان کی دعوت سے مسلمان ہوگیا۔ (مسلم)

حضرت ابوذرؓ کا اسلام

حضرت ابوذرؓ کا واقعہ اس موقع پر خاص ذکر کے قابل ہے، غفار کا قبیلہ جو قریش کے شامی تجارت کے راستہ میں آباد تھا، جب وہاں یہ چرچہ پھیل گیا حضرت ابوذرؓ جو بت پرستی سے بیزار ہو چکے تھے، اور حق کی تلاش میں تھے، انہوں نے اپنے بھائی سے کہا،''تم مکّہ جاؤ اور دیکھو کہ یہ شخص جو نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے اسکی تعلیم کیا ہے۔''

بھائی مکّہ آئے اور واپس جا کر بیان کیا''وہ اچھّے اخلاق کی تعلیم دیتا ہے، اور جو کلام پیش کرتا ہے وہ شاعری سے الگ ہے''۔

حضرت ابوذرؓ کو اس گول مول جواب سے تسلّی نہیں ہوئی، خود گئے راستہ کے لئے مشک میں پانی اور کچھ کھانے کو لیا اور مکّہ میں آئے تو ڈر کی وجہ سے کسی سے حضرت

محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پوچھ نہیں سکے۔

حضرت علیؓ سے ملاقات

کعبہ میں حضرت علیؓ سے ملاقات ہوگئی انہوں نے گھر پر لا کر مہمان رکھا، لیکن تین دن تک ان سے کچھ پوچھنے کی ہمّت نہیں ہوئی، آخر میں خود حضرت علیؓ نے پوچھا، "یہاں آنے کی کیا وجہ ہے؟ ''انہوں نے ڈرتے ڈرتے بتایا،" لیکن پھر وعدہ لے لیا کہ کسی اور کو نہ بتائیے گا'' حضرت علیؓ ان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام سمجھایا، اور فرمایا ''اس وقت گھر واپس جاؤ پھر میں جو کچھ پیغام بھیجوں گا اس کے مطابق عمل کرنا'' لیکن ان پر اسلام کا جوش چھایا ہوا تھا، عرض کیا کہ میں تو اسلام کا اعلان کر کے رہوں گا, پھر حرم میں آئے اور زور سے پکار کر کہا،

اشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ و اشھد انّ محمّد الر سول اللّٰہ

اس آواز کو سننا تھا کہ لوگ چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور ان کو مارنا شروع کر دیا، حضرت عبّاسؓ نے آکر بچایا اور لوگوں سے کہا، ''تم یہ نہیں سمجھتے کہ تمہاری تجارت کا راستہ غفار کی آبادی سے ہو کر گزرتا ہے اور یہ اسی قبیلہ کے ہیں۔''

لوگوں نے یہ سنتے ہی چھوڑ دیا لیکن دوسرے دن حضرت ابوذرؓ نے حرم میں جا کر پھر اسی طریقہ سے اسلام کا اعلان کیا، اور نتیجہ پھر وہی ہوا جو کل ہو چکا تھا، آج بھی اتّفاق سے حضرت عبّاسؓ آگئے اور انہوں نے جان بچائی۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم میں یہ واقعہ جس طرح منقول ہے اس میں بہت سی باتیں اس سے زیادہ اور اس سے الگ ہیں)

حضرت ابوذرؓ مکّہ سے جب واپس آئے اور اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دی تو آدھا قبیلہ اسی وقت مسلمان ہو گیا، باقی لوگوں نے کہا، ''ہم اس وقت اسلام کا اظہار کرینگے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آجائیں'' پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ

میں تشریف لائے تو باقی آبادی بھی مسلمان ہوگئی۔ (صحیح مسلم، اسلام ابوذرؓ)

قبیلہ اسلم کا اسلام

غفار سے قریب اسلم کا قبیلہ تھا، اور دونوں قبیلوں میں اچّھے تعلّقات تھے، غفار کے اثرات سے انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ (صحیح بخاری، ذکر اسلم وغفارؓ)

یہ دونوں قبیلے اسلام سے پہلے چوری میں بدنام تھے، اور ان کو معلوم تھا کہ اسلام اس کام کا دشمن ہے۔ (بخاری)

موسم حج میں عرب کے اکثر قبائل جمع ہوجاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر ہر ہر قبیلہ کے قیام گاہ پر جاتے، اور اسلام کی دعوت دیتے تھے۔

کئی قبیلوں (اور جماعتوں) کا اسلام

مدینہ کے قبائل، اوس اور خزرج مختلف جماعتوں نے اس موقع پر اسلام قبول کیا، اس کے بعد جب حضرت مصعب ابن عمیرؓ داعی اسلام بنا کر مدینہ منورہ بھیجے گئے، تو ان کے فیض سے چند ہی مہینوں میں دو گھرانوں کے سوا تمام گھرانے مسلمان ہو گئے، ہجرت کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس پاس کے قبائل میں جیسا کہ اوپر گزرا، غفار و اسلم نے اسلام قبول کر لیا۔

کچھ ہی دنوں کے بعد بدر کا معرکہ پیش آیا، جس میں قریش کو شکست ہوئی اور ستّر آدمی مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہوئے، ان قیدیوں کی رہائی کے لئے قریش نے مدینہ میں آنا جانا شروع کیا جس سے لوگوں کو مسلمانوں سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا اور اس اثر سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

ان میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے تھے کہ اتفاقیہ ان کے کانوں میں قرآن مجید کی آواز پڑ جاتی، اور باوجود سخت دشمنی کے انکا دل پتّھر سے موم بن جاتا۔

زبیر ابن مطعمؓ کا اسلام

زبیر ابن مطعمؓ بدر کے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑوانے کے لئے آئے تھے اور قیدیوں کے ساتھ تھے، ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیتیں پڑھ رہے تھے۔

ام خلقوا من غير شیء ام هم الخلقون ام خلقوا السموت والارض بل لا يوقنون۔

”کیا یہ کسی کو پیدا کئے بغیر پیدا ہو گئے ہیں یا خود ہی اپنے کو پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا آسمانوں اور زمین کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ یقین ہی نہیں رکھتے۔“ (سورہ طور: ۳۶،۳۵)

زبیر ابن مطعمؓ نے یہ آیت سن لی تو ان کا بیان ہے کہ مجھ کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ میرا دل پرواز کر گیا۔ (صحیح بخاری)

پیشن گوئی کا اثر

مکہ میں روم اور فارس کی جنگ کے متعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشن گوئی فرمائی تھی، وہ ٹھیک فتح بدر کے موقع پر پوری اتری، اور قرآن کی پیشن گوئی کے مطابق سات سال کے بعد رومیوں نے فارس پر فتح پائی، اس معجزہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک بڑی جماعت نے اسلام کی صداقت کا اقرار کیا۔

قبیلہ مزینہ کا اسلام

اس طرح اپنے آپ آہستہ آہستہ اسلام پھیلتا جاتا تھا۔ ۵ ھجری میں قریش،

کنانہ، غطفان، اسد اور بہت سے قبائل نے مل کر مدینہ پر حملہ کیا اور شکست کھائی، اس معرکہ کا نام احزاب ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے، اس شکست نے قریش کا عالمی پیمانہ پر جو اثر تھا اسکو کم کر دیا اور وہ قبائل جو قبول اسلام کے لئے تیار تھے، لیکن انہیں قریش کے ڈر سے اسلام ظاہر کرنے کی ہمّت نہیں تھی، انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفود بھیجنے شروع کئے سب سے پہلی جو سفارت آئی وہ قبیلہ مزینہ کی تھی، جس میں چار سو لوگ شریک تھے، انہوں نے یہ بھی خواہش کی کہ اگر ارشاد ہو تو ہجرت کر کے مدینہ آ جائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جہاں کہیں بھی رہو مہاجر ہو۔
(طبقات ابن سعد، حصّہ اول)

قبیلہ اشجع کا اسلام

اسی زمانہ میں قبیلہ اشجع کے قاصد جن کی تعداد (۱۰۰) سو تھی، مدینہ آئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ صلح کا معاہدہ ہو جائے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا، اس وقت تک یہ لوگ کافر تھے، لیکن جب صلح ہو چکی ہو تو انہوں نے خود بخود اسلام قبول کر لیا۔

قبیلہ زہینہ کا اسلام

زہینہ بھی اس قبیلہ کے آس پاس آباد تھے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوت دی اور وہ فوراً ایک ہزار کی جماعت لیکر مدینہ آئے اور مسلمان ہو گئے اور اسکے بعد وہ اکثر غزوات میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہے۔ (اسابہ، تذکرہ بشیر ابن فتہ)

غفار، اسلم، مزینہ، اشجع اور زہینیہ کی اطاعت اور اسلام میں آگے بڑھے، جس کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعاء خیر فرمائی۔ (صحیح بخاری، حصّہ اول ذکر غفار، اسلم و زہینیہ)

صلح حدیبیہ کا اثر

صلح حدیبیہ کے زمانہ میں کفار اور مسلمان نہایت آزادی کے ساتھ آپس میں ملتے جلتے جس سے مسلمانوں کو اپنی بات سنانے کا موقع مل جاتا، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف دو سال میں مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی، پس جب حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے سال عمرہ کا ارادہ کر کے مدینہ سے نکلے تو صرف ڈیڑھ ہزار لوگ ساتھ تھے، لیکن دو ہی سال بعد اب جو فتح مکہ کو چلے تو دس ہزار مسلمانوں کا لشکر ساتھ تھا۔

فتح مکہ کے بعد

فتح مکہ کے بعد اب دعوت اسلام کے لئے یہ خطرہ نہیں رہا کہ اس کے داعی جہاں جائیں بے وجہ قتل کر دئے جائیں، اس بنا پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عرب میں داعیِ اسلام بھیج کر لوگوں کو اسلام کی خوبیوں کو بتانے کے لئے بھیجا؟

حافظ قرآن

اسلام کی تبلیغ کے لئے جو جماعت ملک، بھیجی جاتی تھی، اس میں کبھی کبھی آپ ایک ایک شخص کا امتحان لیتے تھے، ان میں جو صاحب سب سے زیادہ حافظ قرآن ہوتے تھے انکو اسکا امیر مقرر فرماتے تھے۔

پس آپ نے ایک بار اسی قسم کی فوج روانہ کرنی چاہی تو ایک شخص سے قرآن پڑھوا کر سنا، ان لوگوں میں ایک چھوٹی عمر کے نوجوان تھے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس آئے پوچھا تمہیں کیا یاد ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھ کو سورہ بقرہ اور فلاں سورتیں یاد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی ان سب کے امیر ہو۔
(ترغیب تربیہ، حصّہ اول صفحہ ۲۵۹، ترمذی)

فتح مکہ کے بعد

فتح مکہ کے تین مہینہ بعد ذی الحجہ ۹ ھ کے موسم حج میں اعلانِ برأت ہوا، اس واقعہ کے بعد پورے حجاز نے عام طور سے اسلام قبول کرلیا۔ (طبری، واقعات ۹ ھ)

حجاز سے باہر نبوت کے اکیسویں سال تک قریش اور یہودیوں کی وجہ سے اسلام آ گینہ بڑھ سکا، اور کہیں کہیں مسلمان ادھر ادھر نظر آتے رہے، لیکن ان دیواروں کو ہٹانا تھا کہ صرف تین سال میں ۸، ۹، ۱۰ ھجری میں اسلام کا اثر ایک طرف یمن، بحرین، یمامہ، اور دوسری طرف عراق وشام کی سرحدوں تک پھیل گیا، یہ عرب کے وہ صوبہ ہیں جہاں اسلام سے پہلے عربوں کی بڑی بڑی حکومتیں قائم تھیں اور اس وقت بھی وہ روم، فارس اور دنیا کی دو عظیم الشان طاقتوں کے زیر اثر تھیں۔

پس اسلام بغیر تلوار کے اپنی آواز بلند کرتا چلا گیا، اور ہر جگہ سے لبیک کی پکار خود بخود آنے لگی۔

یمن میں اسلام

ملک عرب کے تمام صوبوں میں یمن سب سے پرانا تجارتی مرکز رہا ہے، سبا اور حمیر کی بڑی بڑی حکومتیں یہیں قائم ہوئیں تھیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پچاس سال پہلے ۵۲۵ھ میں حبشی عیسائیوں نے یمن پر قبضہ کر لیا تھا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے کچھ سال بعد اہل ایران یہاں کے مالک بن گئے، اس سے پہلے یہاں ایک گورنر ہوا تھا جو یمن پر حکومت کرتا تھا۔

اہل یمن قحطانی تھے، داعیِ اسلام اسماعیلی اہل یمن کو اپنے پرانے جاہ وجلال اور حکومت پر فخر تھا، اور تمام عرب ان کی حکومت کو تسلیم کرتا تھا، اور تمام عرب میں وہی حکومت

کے حقدار سمجھے جاتے تھے، ملک میں جہاں کوئی باقاعدہ حکومت تھی، وہ نسل اسی خاندان سے شمار ہوتی تھی۔

پس جب یمن سے قبیلہ کندہ کا وفد آیا جو یمن کا ایک شاہی خاندان تھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عرب کا شخص سمجھ کر سردار نے پوچھا یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کیا آپ اور ہم، خاندانی نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''ہم نذر ابن کنانہ کے خاندان سے نہیں ہیں، نہ اپنی ماں پر تہمت رکھ سکتے ہیں اور نہ اپنے باپ کا انکار کر سکتے ہیں۔''

یمن میں اسلام کی تبلیغ کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہوسکتا تھا کہ وہ پولیٹیکل حیثیت سے ایرانیوں کے ماتحت تھا، اور باشندے مذہب کے لحاظ سے یہودی یا عیسائی تھے، لیکن قبول حق کے لئے کوئی چیز ان میں سے رکاوٹ نہ بنی۔

یمن میں اسلام کی دعوت ہجرت سے بہت پہلے پہنچ چکی تھی یمن میں دوس ایک اہم قبیلہ تھا، اس قبیلہ کا سردار طفیل ابن عمر مکہ آیا، اور مسلمان ہوگیا، اسی زمانہ میں کندہ کا قبیلہ حج کے لئے مکہ آیا ہوا تھا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ (ابن ہشام)

۷ھ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تشریف فرما تھے، دوس کا قبیلہ مسلمان ہوکر دارلاسلام میں بدل گیا، یمن کا ایک مشہور قبیلہ اشعر تھا، وہ قبیلہ بھی مہاجرین حبشہ کے ساتھ اسی زمانہ میں خود بخود اسلام قبول کر چکا تھا، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، ابو ہریرہ دوسی اور ابوموسیٰ اشعریؓ ان ہی قبائل کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

قبیلہ ھمدان کا اسلام

یمن میں ہمدان سب سے بڑا اور صاحب اثر خاندان تھا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ

وسلم ۸ھ کے آخر میں انکو دعوت اسلام دینے کیلئے حضرت خالدؓ کو بھیجا، خالدؓ چھ مہینہ تک انکو اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن انلوگوں نے قبول نہیں کیا، آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ کو بلوالیا اور حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو جمع کر کے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا نام مبارک پڑھ کر سنایا، اور ساتھ ہی سارے کا سارا قبیلہ مسلمان ہوگیا، حضرت علیؓ نے جب اس واقعہ کی خبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ شکر ادا کیا اور سر اٹھا کر انکو سلامتی کی دعا دی۔ (بیہقی)

یمن میں حضرت علیؓ سے لوگ متعارف تھے، ربیع الاول ۱۰ ھج میں تین سو سواروں کی حفاظت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انکو یمن کے قبیلہ میں تبلیغِ اسلام کے لئے نامزد فرمایا، اور ساتھ ہی یہ تاکید فرمادی کہ جب تک وہ حملہ آور نہ ہوں پیش قدمی نہ کرنا، حضرت علیؓ جب وہاں پہنچے تو مال گذاری وصول کرنے کے لئے ادھر ادھر لوگوں کو طیئے کیا، اتنے میں قبیلہ مزحج کی ایک جماعت نظر آئی، حضرت علیؓ نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی، لیکن ادھر سے اس احسان کا جواب تیر اور پتھروں سے ملا۔

یہ دیکھ کر حضرت علیؓ نے بھی اپنے ساتھیوں کی صف آرائی کی، مزحج اپنے بیس آدمی مقتول چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے، مسلمانوں نے انکا پیچھا نہ کیا کہ ان کا مقصد صرف مدافعت تھا، اسکے بعد قبیلہ کے سردار خود حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا، اور دوسروں کی طرف سے اسلام کا اعلان کیا۔ (ابن سعد مغازی سے لی ہے)

نجران والوں کا اسلام

یمن کے پاس ہی نجران ہے، نجران عرب میں عیسائیت کا خاص مرکز تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہؓ کو جو صلح حدیبیہ میں ۷ھج سے پہلے اسلام لا چکے

تھے، دعوت اسلام کے لئے نجران بھیجا، عیسائیوں نے قرآن پر اعتراض شروع کئے، یہ جواب نہ دے سکے اور واپس چلے آئے۔ (ترمذی تفسیر سورہ مریم)

اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کا ان کو خط بھیجا۔
(زرقانی بحوالہ بیہقی)

اہل نجران نے راہبوں اور مذہبی رہنماؤں کی ایک جماعت کو جائزہ لینے کیلئے مدینہ بھیجا، اس کا ذکر آگے آئے گا۔

نصاریٰ کے علاوہ نجران میں مشرکین کی بھی کچھ آبادی تھی ان میں ایک قبیلہ بنو حارث ابن زیاد تھا، جو مدان نام کے ایک بت کو پوجتا تھا، اسلئے عبدالمدان نام سے مشہور تھا، ربیع الآخر ۱۰ھ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید ؓ کو وہاں دعوت اسلام کیلئے بھیجا، حضرت خالدؓ وہاں پہنچے، تو سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا، حضرت خالدؓ نے یہاں تھوڑے دن قیام کیا، اور قرآن واحکام اسلام کی تعلیم دی، ۔(زرقانی حصہ ۳ صفحہ ۱۱۶)۔

اہل یمن کا بغیر کسی ترغیب کے دل سے قبول اسلام کوئی ایسا واقعہ نہ تھا جو خاص رحمت الٰہی کا منتظر نہ ہو جب اشعریوں کے آنے کی خبر ہوئی تو حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو بشارت دی کہ کل اہل یمن آئینگے جو بہت نرم دل ہیں۔ (بخاری)

حمیر اور تمیم کا وفد آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تمیم کی طرف خطاب کیا، تمیم بشارت قبول کرو، تمیم نے کہا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے بشارت قبول تو کر لی، کچھ عطا بھی فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا کہ بشارت سے بڑھکر کیا چیز ہو سکتی تھی''۔

''پھر اہل یمن کی طرف رخ کر کے فرمایا اے اہل یمن! تمیم نے بشارت نہیں قبول کی، تم قبول کرلو۔''

اہل یمن فوراً بول اٹھے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے قبول کیا۔
(بخاری)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام طور سے فرمایا، ایمان یمن کا ایمان ہے، اور دانائی یمن کی دانائی ہے۔

یمن سے حضرت علیؓ اور ابو موسیٰؓ حجۃ الوداع کے موقع پر واپس آئے اور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ حج ادا کیا، ان مبلغین کے ساتھ یمن کے بہت سے نومسلم بھی حج و زیارت کو آئے۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حصہ دو، صفحہ ۳۲)

بحرین میں اسلام

بحرین ایران کی حکومت میں داخل تھا، عرب کے قبائل وادیوں میں آباد تھے، جن میں مشہور اور با اثر خاندان 'عبدالقیس'، 'بکر بن وائل' اور 'تمیم' تھے ان میں سے 'عبدالقیس' کے قبیلہ میں منعقد بن ہبان تجارت کے لئے نکلے۔

راستہ میں مدینہ پڑتا تھا، وہاں ٹھہرے، حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے گئے، اور اسلام کی دعوت دی، انہوں نے اسلام قبول کیا، اور 'سورہ فاتحہ' و 'سورہ اقراء' سیکھی، حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک فرمان دیا، وہ سفر سے واپس گئے تو چند روز تک کسی سے اس کا اظہار نہیں کیا، لیکن ان کی بیوی نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو اپنے باپ منذر ابن آئز سے شکایت کی، انہوں نے دریافت کیا، بحث ومباحثہ کے بعد منذر بھی مسلمان ہو گئے، اور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لوگوں کو سنایا تو سب نے اسلام قبول کرلیا۔ (صحیح بخاری)

صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں روایت ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلا جمعہ جس مسجد میں ادا کیا گیا، وہ بحرین کی مسجد تھی، جو جواثی میں ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بحرین میں ابتدائی زمانہ میں اسلام پھیل چکا تھا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ان لوگوں نے چودہ اشخاص کی ایک جماعت حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی، جس کے افسر منذر ابن حارث تھے، انکا قافلہ نبوت کے قریب آیا، تو یہ لوگ اس قدر بے تاب ہوگئے کہ سواریوں سے کود پڑے، اور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چومے، لیکن منذر نے قیام گاہ پر جاکر کپڑے بدلے ، پھر آکر خدمت میں حاضر ہوکر دست بوسی کی ۔ (زرقانی وروایت بیہقی)

۸ھ میں حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمیؓ کو تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا، اس زمانہ میں یہاں ایران کی طرف سے منذر ابن ساوا گورنر تھے، اس نے اسلام قبول کیا اور اس کے ساتھ تمام عرب اور کچھ عجم جو یہاں مقیم تھے، مسلمان ہوگئے ۔ (فتوح البلدان)

بحرین کے علاقہ میں 'ہجر' ایک مقام ہے، یہاں ایران کی طرف سے ثابت حاکم تھا، حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے نام خط بھیجا جس سے اس نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ (ذکر بحرین)

عمان میں اسلام

اس شہر میں قبیلہ عزد کا قبضہ تھا، اور نبید وجعفر یہاں کے سردار تھے، سترہ ہجری میں حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوزذؓ کو جو حافظ قرآن تھے، اور عمر بن عاصؓ کو دعوت اسلام کا خط دیکر بھیجا، دونوں رئیسوں نے اسلام قبول کرلیا، اور وہاں کے تمام عرب انکی ترغیب سے اسلام لے آئے ۔(ذکر فتح عمان)

شام میں اسلام

شام کے آس پاس میں جو عرب آباد تھے، ان میں مختلف صوبہ تھے، ان میں سے سعان اور دزلہ فروہ بن عمر کے حکومت میں تھی، خود فروہؓ رومی سلطنت کی طرف سے گویا گورنر

تھے، انہوں نے اسلام سے واقفیت پیدا کی تو مسلمان ہوگئے، اور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اظہار اسلام کے ساتھ ایک خچّر ہدیہ کے طور پر بھیجا، عیسائی رومیوں کو ان کے اسلام کا حال معلوم ہوا، تو انکو گرفتار کر کے صولی دے دی، اس وقت یہ شعر ان کی زبان پر تھے۔ (ابن ہشام)

(مسلمان سرداروں کو میرا یہ پیغام پہنچادو کہ میرا جسم اور میری عزت سب اپنے پروردگار کے نام پر نثار ہیں۔) (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حصّہ دو)

اس طرح کی تفصیل کیلئے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حصّہ دو دیکھی جاسکتی ہے کہ عرب میں کس طرح کا پھیلاؤ ہوتا رہا۔

ہندوستان میں اسلام

ہندوستان میں اسلام کے پھیلنے کے سلسلہ میں بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں اور ان میں سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ ہندوستان میں اسلام تشدد کے ذریعہ اور مسلمانوں کی تلوار کے سائے میں پھیلا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان حکومتوں کے قیام سے بہت پہلے جنوب ہند میں عرب تاجروں کے ذریعہ اسلام کافی پھیل چکا تھا۔

ہندوستان میں اسلام اپنی خوبیوں کی وجہ سے پھیلتا رہا، مسلمان بادشاہوں نے اس میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں لی، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جن علاقوں میں صدیوں تک مسلمان حکمراں رہے اور انکی دارالسلطنت تک میں مسلمانوں کی تعداد اس سے کہیں کم ہے جتنا ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہی نہیں ہوئیں، یا بہت معمولی عرصہ تک رہیں، دلّی، یوپی، بہار اور حیدرآباد اس کی واضح مثال ہیں جہاں صدیوں کی حکومت کے باجود مسلمان ۱۵ فیصد سے زیادہ نہیں بڑھ سکے کیرلا، بنگال اور آسام جیسے علاقوں میں ان کا فیصد کہیں زیادہ ہے۔

معاشرتی مساوات

سچی بات تو یہ ہے کہ ہندوستانیوں کے دلوں کو فتح کرنے میں اسلام کی خاصیت، توحید، معاشرتی مساوات اور معاشرتی نظام جیسی خاصیتوں کا دخل ہے۔

یہاں کے لوگ ذات پات اور اونچ نیچ کی تقسیم اور بندشوں سے ایسے بیزار تھے کہ اسلام کی صورت میں انہیں اپنے دکھوں کا علاج محسوس ہوا اور وہ بڑی تعداد میں اسلام لانے لگے، اور اسلام ایک طاقتور تحریک کی صورت میں اس طرح پھیلنے لگا کہ وہ مقامی رسم ورواج اور اچھی زندگی کے لئے چیلنج بن گیا جسکے نتیجہ میں خود ہندوؤں نے بہت سی اصلاحی تحریکیں مختلف ناموں سے شروع کیں۔

مسلمان علماء نے لوگوں کے سامنے اسلامی تعلیم پیش کیں اور اپنے اخلاق و برتاؤ سے بہت سے لوگوں کے دل جیتے۔

پہلی وجہ تاجروں کے اچھے تعلقات

ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ کا سب سے پہلا ذریعہ عربوں اور ہندوؤں کا تجارتی میل جول تھا، عرب تاجروں اور ساحلی ہند کے سوداگروں کے آپسی تعلقات زمانہ سے قائم تھے، جس کی شروعات محمّد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پہلے ہو چکی تھی، البتہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عرب قوم نے ان تعلقات کو اور زیادہ مظبوط کر دیا اب تاجر پہلے کی طرح صرف رومی مال و سامان اور عربی چیزیں اور پیداوار ہی ہندوستان میں نہیں لانے لگے، بلکہ اپنی سب سے بڑی دولت اور اپنا سب سے قیمتی سامان جو اس زمانہ میں انہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملا تھا، وہ بھی دھیرے دھیرے اپنے ساتھ لانے لگے اور یہاں سے اب صرف خوشبوؤں، تلواروں اور کپڑوں کا سامان ہی نہیں بلکہ نئے مسلمانوں کی کچھ تعداد بھی اپنے

ساتھ لے جانے لگے۔

مالابار، سندھ، گجرات، کچھ، کوکن، ساحل، بنگال اور جزائرِ ہند کی قوموں نے ان کو رحمت سمجھ کر قبول کیا۔

مالابار میں 'موپلا' اور 'نوایت' انہی عرب تاجروں کی یادگار نسل میں سے ہیں اور یہی ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے سب سے پہلے داعی اور مبلغ ہیں۔

اسلام کا ہندوستان میں پھیلنے کی دوسری وجہ

ہندوستان میں اسلام کے داخلہ کی دوسری وجہ سندھ ہے جو مدت سے شاہانِ ایران کے ماتحت تھا اور میڈلیا قوم کے لوگ ان کی فوج کے سپاہی تھے، اسکے بعد جب ایران مسلمانوں کے قبضہ میں آیا تو گذشتہ سلطنت کے ترکہ کے طور پر سندھ کے تعلقات ان کے ہاتھ آئے اور اس وقت سے لے کر محمّد بن قاسم فاتح سندھ کے زمانہ تک عراق اور سندھ کے درمیان صلح وشکست کے واقعات برابر پیش آتے رہے، محمّد بن قاسم کے فتوحات کی تفصیل جو بلوچستان اور کراچی سے لیکر ملتان تک تھی، بہت جلد ختم ہوگئی، یعنی اس نے سال کا زمانہ بھی نہیں پایا لیکن اسلام برابر بڑھتا رہا۔

عرب میں محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور ہندوستان میں بدھ مذہب کا خاتمہ ساتھ ساتھ شروع ہوا، اسکو سمٹتے سمٹتے بھی ایک زمانہ گذر گیا، عرب مسلمان جب مالابار، سیلون، سندھ، گجرات اور کوکن وغیرہ میں آئے تو انکا مقابلہ ویدک مذہب کے ہندوؤں سے نہ تھا بلکہ بدھ مت اور جین مت کے ماننے والوں سے تھا اسوقت ترکستان سے کابل تک اور پنجاب وکشمیر سے سندھ تک بدھ مت اور گجرات وغیرہ کے ساحلی علاقوں میں جین مت اثر انداز تھا، اور مالابار و مدراس کے آس پاس ویدک مذہب کے ماننے والے نہ تھے بلکہ زیادہ تر ہندوستان کے پرانے باشندہ تھے۔ (ایسٹ کی تاریخ ہند حصّہ اول اور مقالاتِ سلیمان حصّہ اول)

ہندوستان میں اسلام پھیلنے کی تیسیری وجہ

ہندوستان میں اسلام کے پھیلنے کی تیسری مشہور وجہ درّ خیبر کی ہے جدھر سے وہ اپنی پیدائش کے چار سو سال بعد داخل ہوا۔لیکن اس سے پہلے ہندوستان کے مختلف حصے اسلام کے نور سے منوّر ہو چکے تھے، اور اسلام کا شمار یہاں کے مذہب میں ہونے لگا تھا اور مسلمانوں کی تعداد کم صحیح مگر انکا سلسلہ دریائے سندھ سے قنوج، ملتان اور کشمیر تک پھیل چکا تھا۔ (مقالاتِ سلیمان، حصّہ اوّل)

اسلام کے پھیلنے کی چوتھی اہم وجہ

اسلام کو پھیلانے میں صوفیوں کا بھی بڑا حصّہ رہا ہے 'مدورے' اور 'تروچناپلّی' میں 'حضرت ناتھڑ ولی' (وفات ۱۳۰۹) کی وجہ سے اسلام پھیلا، وہ ایک ترکی شہزادہ تھے، اور ریاست و امارت چھوڑ کر درویش بن گئے اور ملک عرب، ایران اور شمالِ ہند کا دورہ کر کے تروچناپلّی پہنچے اور اپنے زہد، عبادت اور اخلاق سے وہاں کے لوگوں کو ایسا متاثّر کیا کہ بہت سے ہندوؤں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، ان کی قبر بھی تروچناپلّی میں ہے۔

ان کے جانشین 'سیّد ابراہیم شہید' (وفات ۵۶۴۔۱۱۶۸ھ) تو بارہ سال تک اس علاقہ کے بادشاہ بھی رہے، 'حضرت ناتھڑ ولی' کے ایک دوسرے مرید اور خلیفہ 'بابا فخر الدین' (۵۶۴ھ۔۱۱۶۸ھ) نے پینوکونڈا کے راجا کو مسلمان بنایا۔

صوفیوں کے ذریعہ اسلام

فقرے میں 'حضرت علی نادشاہ' کے ذریعہ اسلام پھیلا جو گیارہویں صدی عیسوی میں بغداد سے 'بابا ریحان' کی ایک جماعت کے ساتھ بھڑوچ آئے، اور وہاں کے راجا کے

لڑکے کو مسلمان کیا، نورالدّین ستانگر نے گجرات کے کمبپو؛ کوریوں خرواؤں کو مسلمان بنایا۔

۱۳۰۴ھ میں عرب مبلّغین میں ایک مبلّغ 'پیر مہاویر کھندایت' کے نام سے مشہور ہوئے، بیجاپور آکر وہاں کے کسانوں کو مسلمان کیا۔

چودھویں صدی میں 'حضرت خواجہ گیسو درازؒ' نے پونا اور بیلگام میں اسلام کی تبلیغ کی، اسی طرح کوکن میں 'حضرت عبدالقادر جیلانیؒ' کی نسل کے ایک بزرگ 'شیخ بابا عجب' نے اسلام پھیلایا۔

'دہوار' کے ضلعوں میں حضرت ہاشم پیر گجراتی کے ذریعہ اسلام پھیلا، 'ستارا' کے علاقہ میں ایک نو مسلم 'پیر شمبو راپا کوشی' نے وہاں کے لوگوں کو مسلمان کیا۔

بارہویں صدی عیسوی میں اسلام

بارہویں صدی عیسوی میں ایک بزرگ 'سیّد احمد سلطان سخی سرورؒ' 'لکھی داتا' کے نام سے مشہور تھے، (وفات ۵۸۸ھ۔۱۱۸۱ھ) نے شاہ کوٹ نزد ملتان میں آکر قیام کیا اور ہندو مسلمان دونوں ان کے معتقد ہو گئے تھے، انکے ماننے والے 'سلطانی' کہلاتے ہیں اور پنجاب خصوصا جالندھر میں بہت ہیں، راجستھان میں حضرت خواجہ معین الدّین چشتیؒ کے ذریعہ بہت سے ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا اور صرف دلّی سے اجمیر کے راستہ میں ان کے ذریعہ سات سو ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔

پنجاب کا مغربی حصّہ 'حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ' اور 'حضرت فرید الدّین گنج شکرؒ' (۶۶۴ء۔۱۲۶۵ھ) سے لوگوں نے اسلام قبول کیا، 'جواہر فریدی' میں ہے کہ 'بابا گنج شکر' نے پنجاب کی گیارہ قوموں کو تعلیم و نصیحت کے ذریعہ مسلمان کیا۔

'حضرت بوعلی شاہ قلندر' (۷۲۴ھ) نے پانی پت میں تین سو راجپوتوں کو مسلمان کیا۔

کشمیر میں 'شاہ مرزا بلبل'؛ 'شاہ سیّد علی ہمدانی' (۱۳۸۴ء) اور 'میر شمس الدّین عراقی' کی وجہ سے اسلام کو بڑھاوا ملا، بہار میں فردوسیہ سلسلہ کے بزرگ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں لگے رہے۔

پندرہویں صدی عیسوی

پندرہویں صدی عیسوی میں جب بنگال کے راجا 'کنس' کے بیٹے 'جٹمل' نے اسلام قبول کیا تو اس کے اثر سے بہت سے ہندو مسلمان ہوگئے، وہاں عام طور سے مسلمان قحط کے زمانہ میں ہندوؤں کے بچّوں کی پرورش کرتے اور انکی اچھی تربیت کرتے، جس سے متاثر ہوکر لوگ مسلمان ہوجاتے، جب 'حضرت نظام الدین' خلیفہ 'شیخ سراج الدین' (وفات ۱۳۵۷ء) اور ان کے خلیفہ 'شیخ علاء الحق' (۱۳۹۸ء) نے بنگال میں قیام کیا اور توحید و رسالت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی بھائی چارہ کو بھی پھیلایا جس سے وہاں کے نیچی ذات کے ہندو جو نیچ سمجھے جاتے تھے، اسلام میں داخل ہوتے رہے۔

سلہٹ میں شیخ 'شہاب الدین سہروردیؒ' کے مرید اور 'حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ' کے پیر بھائی شیخ جلال الدین تبریزیؒ (۱۲۲۵ء) اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے جس سے لوگ مسلمان ہوتے رہے۔

رہنماؤں کا احترام

مسلم علماء اور اہل قلم نے مقامی باشندوں کے عقائد و رسم و رواج کو بھی ہمدردانہ انداز میں سمجھانے کی پوری کوشش کی اور ہندوؤں کے مذہبی رہنماؤں کے احترام کو بھی اسی طرح بتایا جس طرح دیگر مذاہب کے رہنماؤں کے احترام کی اسلام نے تعلیم دے رکھی ہے۔

ہندوؤں کے اوتاروں کا احترام

مرزا مظہر جان جاناںؒ (۱۱۹۵ھ) کے نزدیک ہندوؤں کی بت پرستی اسلام سے پہلے کے عربوں کی بت پرستی سے مختلف ہے، وہ پکّے عقیدہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے شریعت اسلام ہی کو مانتے اور بقیہ شریعتوں کو چھوڑ دیتے۔

لیکن ہندوؤں کے اوتاروں کے احترام کرنے کی یہ کہہ کر پوری تنبیہ کی کہ گزرے ہوئے لوگوں پر بنا کفر ثابت ہوئے کفر کا حکم لگانا جائز نہیں۔

(اسلام، مسلمان اور غیر مسلم صفحہ:۲۴)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔

اور ہم نے ہر امّت میں رسول بھیجے کہ، ایک اللہ کی عبادت کرو، اور شیطان سے بچتے رہو، تو ان میں سے کسی کو اللہ نے سیدھی راہ سجھائی، اور کسی پر گمراہی واضح ہوکر رہی، پھر ذرا زمین پر چل پھر کر دیکھو، کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟ (سورہ نحل:۳۶)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہندوؤں میں بھی کوئی نبی یا ڈرانے والا ضرور آیا ہوگا اس لئے کسی مذہبی رہنما کو برا بھلا کہنا ٹھیک نہیں۔

ہندوستان سے محبت

'امیر خسروؒ' نے ہندوستان کی ہر چیز کی تعریف کی، اپنے ہم مذہبوں کو اس سے محبت اور لگاؤ پیدا کرنے کا حکم دیا، ہندوستانی زبان، ہندوستانی کپڑے، ہندوستانی پھول، میوے،

پرندہ، جانوروں اور عورتوں کے حسن کے بیان کرنے میں انکا قلم رقص کرنے لگتا ہے۔

دونوں طبقوں کو قریب لانے کے لئے ہندی اشعار

اسی لئے دل کو جیتنے کے لئے انہوں نے ہندی میں اشعار کہہ کر یہ ثابت کردیا ہے کہ وہ ہندوستان کے لوگوں کے دلوں پر ہمیشہ چھائے رہیں گے۔

پنڈت جواہر لال نہرو اپنی ڈسکوری آف انڈیا میں لکھتے ہیں کہ 'امیر خسروؒ نے بہت سے مضامین پر لکھا ہے، خاص طور سے ہندوستان کی ان چیزوں کی تعریف کی ہے جن میں ہندوستان کو اہمیت حاصل ہے، یہاں کے مذہب ،فلسفہ،منطق زبان، سنسکرت، موسیقی، ریاضی، سائنس اور آم کی تعریف کی ہے لیکن ان کی زیادہ شہرت ان کے مشہور گیتوں کی وجہ سے ہوئی، جو انہوں نے آسان ہندی زبان میں لکھے ہیں پنڈت جی یہ بھی لکھتے ہیں کہ مجھ کو کسی جگہ کی ایسی مثال نہیں ملی کہ چھ سو سال پہلے جو نغمے لکھے گئے ہوں عوام میں برابر مقبول رہے ہوں اور الفاظ کی تبدیلی کے بغیر ویسے ہی گائے جاتے ہیں۔

'امیر خسروؒ کے بعد بہت سے مسلمان شعراء نے ہندی اور سنسکرت میں اشعار کہے ہیں ان کے ناموں کی فہرست لمبی ہے، کچھ کے نام یہ ہیں، داؤد قطبین ، ملک محمّد جائسی، شیخ نبی قاسم شاہ، نور محمّد، تاج، جمال، عبدالرّحیم خان خاناں، قادر، مبارک، عالم، شیخ شاہ محمّد، نظام الدین، مدھو نائک سیّد رحمت اللہ، میر عبدالجلیل بلگرامی، غلام نبی، سیّد برکت اللہ، محمّد عارف شاہ کاظم وغیرہ۔

کرشن بیتی

آخر دور میں بھی مسلمان اہل قلم اپنی کشادہ دلی اور وطن سے محبّت کا راگ الاپتے رہے ہیں، 'خواجہ حسن نظامی' جیسے بزرگ اور صوفی نے 'کرشن بیتی' لکھ کر کرشن جی کو

شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے۔

صوفیوں کے ہندی دوہے

خود صوفیاء کرام نے ہندی دوہے کہے حضرت شیخ 'شرف الدین یحیٰی منیریؒ' 'حضرت شیخ 'عبدالحق ردولویؒ' اور حضرت عبدالقدّوس گنگوہیؒ کے دوہے مشہور ہیں، قوّالی میں بھجن کا رنگ غالب ہے جو ہندوؤں ہی کے لئے پیدا کیا گیا، صوفیائے کرام نے اپنی محبّت ، ہمدردی، نرمی، اچھے اخلاق، آپسی محبّت اور انسانی دوستی سے غیر مسلموں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے رہے، کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔

حضرت شیخ نظام الدّین اولیاءؒ

حضرت شیخ نظام الدّین اولیاءؒ ہندو جوگیوں سے بے تکلّف ملتے اور ان کی باتیں غور سے سنتے ،فوائد میں ہے کہ۔

ایک بار ایودھیا میں حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کے پاس ایک جوگی آیا تو حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ نے اس سے پوچھا کہ تم کون سا طریقہ پسند کرتے ہو، اور کس چیز پر عمل کرتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ ہمارا علم یہ بتاتا ہے کہ انسان کے اندر دو عالم ہیں، ایک عالم علوی اور ایک عالم سفلی سر سے ناف تک تو عالم علوی ہے، اور ناف سے پاؤں تک کے عالم سفلی کہتے ہیں، عالم علوی میں سچّائی، صفائی، اخلاقی فریضہ اور حسن کا معاملہ ہوتا ہے، اور عالم سفلی میں نگرانی، پاکی اور پارسائی ہوتی ہے۔ (اسلام، مسلمان اور غیر مسلم، علاّمہ یوسف قرضاوی، صفحہ:۳۱)

حضرت نے جب یہ باتیں سنیں تو فرمایا مجھے یہ بات پسند آئی اسی طرح ایک اور جوگی حضرت فرید الدین گنج شکر کی خانقاہ میں آیا تو اس نے بچّوں کی پیدائش کے متعلّق بات چیت کی، جس کو حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ نے بڑے شوق سے سنا اور کہا کہ میں نے

تمہاری گفتگو کوسن کر اپنے ذہن میں بٹھالیا ہے،اورتم بھی اب میری بات کوغور سے سنو۔

اس طرح صوفیوں نے علم اور اپنے اچھّے اخلاق کے ذریعہ اسلام سے متاثّر کرتے رہے،جس سے اسلام پھیلتا رہا انہوں نے کبھی تلوار نہیں اٹھائی لیکن سب سے زیادہ لوگ انہی کے ذریعہ اسلام قبول کرتے رہے۔

اسلام کے ہندوستان میں پھیلنے کی پانچویں وجہ

اسلام کی تعلیم کے علمبردار کی حیثیت سے علمائے اسلام ہر دور میں اس کی برابر کوشش کرتے رہے کہ حکمرانوں کو بےنکیل ہوکر اپنی من مانی نہ کرنے دیں،اورعقبات کہہ کر انہیں ممکن حد تک راہِ راست پر لاتے رہیں،اسلامی تعلیم میں ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنے کوسب سے بہتر جہاد قرار دیتے اور یہ علماءِ اسلام کا بڑا کارنامہ ہے کہ وہ اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر بھی یہ فریضہ ادا کرتے رہتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں ہمیشہ ایسے ہی علماء کواحترام بھی حاصل ہوتا رہا ہے۔

علماءِ اسلام اورحق

اسلام جنہوں نے وقت کے بادشاہوں کے ہاتھوں سخت تکلیفیں جھیلیں اور ان کے درباروں سے جڑنے کو اپنی علمی ودینی شان کے خلاف سمجھا،امام مالکؒ اورامام ابوحنیفہؒ سے لیکر ہندوستان میں مجدّد الف ثانیؒ وشاہ ولی اللہؒ تک ایسے علماء کرام کا ایک لمبا وشاندار سلسلہ ہے جنہوں نے حق بات کہنے کا فریضہ ادا کرنے میں ہرطرح کا خطرہ مول لیا،اور ہر پریشانی کوخوشدلی کے ساتھ برداشت کیا اور بادشاہوں کوظلم سے روکتے رہے،اور جنکے اخلاق سے متاثّر ہوکر لوگ اسلام قبول کرتے رہے۔

علماء ہی بادشاہوں کونصیحتیں کرتے اورانسانی عزّت اورملک کی ترقّی کے کی طرف

توجّہ مرکوز کراتے رہے جس کی ایک جھلک اس طرح دیکھی جاسکتی ہے کہ علماء مسلم حکمرانوں کوکس طرح نصیحت کرتے تھے،اسکا صحیح اندازہ شاہ ولی اللہؒ کی تصنیف سے کیا جاسکتا ہے،جو بنا کسی تعصّب کے ہوتی تھی وہ اس طرح ہے۔

مفکّر عالم شاہ ولی اللہؒ کی نصیحتیں مسلم بادشاہوں کے نام

ا۔ دولت کی اصل بنیاد محنت ہے،مزدور اور کاشتکار طاقت کا ذریعہ ہیں،آپسی مدد،شہریت کی روح ہے،جب تک کوئی شخص ملک اور قوم کے لئے کام نہ کرے،ملک کی دولت میں اس کا کوئی حصّہ نہیں۔

۲۔جوا،سٹّہ اورعیاّشی کے اڈّے ختم کئے جائیں جن کی موجودگی میں دولت کا صحیح انتظام نہیں ہوسکتا،اور بغیر اس کے یہ کہ قوم اور ملک کی دولت کی تقسیم میں اضافہ ہو،دولت بہت سی جیبوں سے نکل کر ایک طرف سمٹ آتی ہے۔

(۳) مزدور کاشتکار اور جولوگ ملک اور قوم کے لئے دماغی کام کریں دولت (کی تقسیم) کے اصل حقدار ہیں،ان کی ترقّی اورخوشحالی ہے،جونظام ان قوّتوں کو دبائے، وہ ملک کے لئے خطرہ ہے،اس کوختم ہوجانا چاہئے۔

۴۔جو معاشرہ محنت کی صحیح قیمت ادا نہ کرے،مزدوروں اور کاشتکاروں پر بھاری ٹیکس لگائے،قوم کا دشمن ہے،اس کوختم ہوجانا چاہئے۔

۵۔ضرورتمند مزدور کی رضامندی قابل اعتبار نہیں،جب تک اس کی محنت کی وہ قیمت ادا نہ کی جائے جوآپسی لین دین کے اصول پر نہ ہو،وہ خلافِ قانون ہے۔

۶۔جو پیداوار یا آمدنی آپسی تعاون کے اصول پر نہ ہووہ خلاف قانون ہے۔

۷۔کام کا وقت طے کیا جائے مزدوروں کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہئے کہ وہ اخلاقی اور روحانی

سدھار کرسکیں، اور انکے اندر مستقبل کے متعلق غور وفکر کی صلاحیت پیدا ہوسکے۔

۸۔ آپسی تعاون کا بہت بڑا ذریعہ تجارت ہے، لہٰذا اس کو تعاون کے اصول پر ہی جاری رکھنا چاہئے، یا اس طرح تاجروں کے لئے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ یا غلط قسم کے ''متلعق'' سے آپسی ہمدردی کو نقصان پہنچائیں، ایسے ہی حکومت کے لئے درست نہیں کہ بھاری ٹیکس لگا کر تجارت کے فروغ و ترقّی میں رکاوٹ پیدا کرے یا رکاوٹ ڈالے۔

۹۔ وہ کاروبار جو دولت کی ہیر پھیر کو کسی خاص جماعت میں متعیّن کرے، وہ ملک کو تباہ کرنیوالا ہے۔

۱۰۔ وہ شاہانہ نظام زندگی جس میں چند لوگ یا چند خاندانوں کی عیش وعشرت کی وجہ سے دولت کے صحیح تقسیم میں خلل ہو، وہ اس کا حقدار ہے کہ اس کو جلد سے جلد ختم کر کے عوام کی مصیبت ختم کی جائے، اور ان کو سامانِ زندگی کا موقع دیا جائے۔

۱۱۔ زمین کا مالکِ حقیقی اللہ اور (ظاہری نظام کے لحاظ سے) صوبہ ہیں، رعایا کی حیثیت وہ ہے جو کسی مسافر خانہ میں ٹھہرنے والوں کی ہوا کرتی ہے، ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حق میں دوسرے کی دخل اندازی قانوناً منع ہو۔

۱۲۔ سارے انسان برابر ہیں کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مالکِ ملک، مالکِ قوم یا انسانوں کا مالک سمجھے، نہ کسی کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی حاکم کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرے، جو اللہ کے لئے جائز ہوتے ہیں۔

۱۳۔ صوبہ کے عہدیداروں کی حیثیت وہ ہے جو کسی وقف متولّی کی ہوتی ہے، وقف کا متولّی اگر ضرورتمند ہو تو اتنا وظیفہ لے سکتا ہے کہ عام رعایا کی طرح زندگی گذار سکے۔

(خاکسار کی کتاب اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے)

حکومت کی اہم ذمّہ داریاں

شاہ صاحب نے حجّۃ اللہ البالغہ میں عام لوگوں کے فائدہ کے لئے بحث کی ہے، جن

کا حاصل یہ ہے:

۱۴۔ روٹی، کپڑا، مکان اور ایسی لیاقت بنانا کہ وہ شادی کرسکے اور بچّوں کی تعلیم و تربیت کرسکے چاہے جس مذہب اور نسل کا ہو یہ ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔

۱۵۔ اسی طرح مذہب، نسل یا رنگ کے کسی فرق کے بغیر عام رعایا، ملک کے معاملات میں برابری کے ساتھ عدل وانصاف، ان کی جان و مال کی حفاظت، ان کے عزّت کی حفاظت کا حق آزادی کا حق ہر باشندہ میں برابری کا برتاؤ، یہ ہر باشندے کا بنیادی حق ہے۔

۱۶۔ اسی طرح زبان اور تہذیب کو زندہ رکھنا ہر فرقہ کا بنیادی حق ہے۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ

شاہ اسماعیل شہیدؒ تو اس وقت کے مسلمان بادشاہوں کی حکومت کو بھی گمراہ حکومت فرماتے اور کہتے تھے کہ ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا عین اسلام ہے اور ان کو فنا کے گھاٹ اتار دینا عین اسلام ہے، حاکم کی باتیں ماننا شریعت نہیں ہے نہ ہر جابر وقابض کے سامنے گردن جھکا دینا دین کا حکم ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں، منصب امامت)

حضرت شرف الدّین یحیٰ منیریؒ

عالم دین حضرت شرف الدّین یحیٰ منیریؒ نے فیروز شاہ تغلق کو انصاف کی تلقین کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ''جو کوئی مظلوم کی فریاد نہیں سنیگا تو اسے قبر کے اندر آگ کے سو کوڑے مارے جائینگے''۔

حضرت عبدا لقدّوس گنگوہیؒ

حضرت عبدالقدّوس گنگوہیؒ نے سکندر لودھی کو لکھا تھا کہ ایک سیکنڈ کا انصاف ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے اور یہ حدیث لکھی کہ ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب شخص انصاف پسند امام ہوگا۔'' اس لئے کہ اس نے عدل کا حکم مخلوق کے لئے

کیا تھا۔ (ہندوستان کے بادشاہی علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر)

ظلم کے خلاف

یہ انصاف کی باتیں ملک کے ہر باشندہ کے لئے ہوتی تھی، کسی فرق کے بنا علماء غیر مسلموں پر کوئی ظلم ہوتے دیکھتے تو اس کے خلاف اپنی آواز بلند کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے اور اسلام کے عادلانہ حکموں کو صاف صاف بیان کر دیتے تھے۔

جبراً مسلمان نہ بنانے کا فتویٰ

تاریخ میں یہ واقعہ محفوظ ہے کہ 'عثمانی خلیفہ سلطان سلیم اوّل' کو ایک بار یہ خیال آیا تھا کہ وہ اپنی ملکیت میں مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے عیسائیوں پر دباؤ ڈالکر مسلمان بنالیں مگر مذہبی رہنما و پیر مشیر شیخ الاسلام 'مفتی آفندی' نے اس کی مخالفت کی اور اس سلسلہ میں فتویٰ دینے سے انکار کر دیا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا جائے۔

لودھیوں کے دور کا یہ واقعہ بھی علماء کے خیالات پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔

سکندر لودھی کے زمانہ میں کشتر کے ایک تالاب میں ہندو بڑی تعداد میں جمع ہوتے اور غسل کرتے، سکندر نے چاہا کہ اس کنڈ کو تباہ کر کے اس اجتماع کو روک دے، اس زمانہ کے ایک عالم مولانا عبداللہ سے فتویٰ لیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ''غیر مسلموں کی قدیم رسم کو انکے لئے روکنا، اور انکے قدیم بت خانہ کو توڑنا جائز نہیں۔'' سکندر کو یہ جواب پسند نہیں آیا تو اس نے کہا یہ ترفداری کا فتویٰ ہے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کیا لیکن انہوں نے بڑی ہمّت اور صفائی سے فرمایا کہ میں نے شریعت کا مسئلہ بیان کر دیا ہے، اگر شریعت کی پرواہ نہیں تو پھر پوچھنے کی ضرورت کیا تھی؟ (اسلام مسلمان اور غیر مسلم)

علماء مظلوموں کے ساتھ

علماء و صوفیاء کرام مظلوموں اور مصیبت زدہ لوگوں کی دلجوئی کے لئے ہمیشہ تیار

رہتے تھے، انہوں نے تعصّب و تنگ نظری سے ہمیشہ نفرت کی اور رواداری و محبّت کا پیغام پھیلاتے رہے۔

انگریزوں کے خلاف کوشش میں بھی علماء نہ صرف پیش پیش رہے، بلکہ انہوں نے ہمیشہ آزاد ہندوستان معاشرہ کا نعرہ بلند کیا، اور ہمیشہ علماء ہندو مسلم بھائیچارہ کے علمبردار رہے، انہوں نے تنگدلی و فرقہ پرستی کے خلاف بھر پور کوشش کی، اس لئے کہ وہ اسلامی روشنی میں ایسا کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

مذاہب کا بگاڑ

یہی تھا انبیاء علیہم السلام کا مذہب، مختلف ملک اور زمانہ کے مطابق طور طریقہ تھے، قبیلہ قریش نے زمانہ کے تغیّرات کے ساتھ گمراہ ہوکر توحید کو چھوڑ کر بہت سے معبود بنا لئے تھے اور اپنے کعبہ کو جو دنیا میں توحید و مرکز اسلام کے مقصد سے تعمیر کیا گیا تھا، اسے بتوں کا گھر بنا ڈالا تھا۔

یہودی اور عیسائی

یہودی اور عیسائی بھی بد دین ہو گئے تھے، اور انجیل، توریت وغیرہ اپنی مذہبی کتابوں کی تحریف کر ڈالی تھی، یہودیوں کی بد دینی یہ تھی کہ وہ حضرت عیسیٰ کو نبی اور انجیل کو خدا کی کتاب ہی نہیں مانتے تھے، عیسائیوں کی بد دینی یہ تھی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا ڈالا تھا، اتنا ہی نہیں انہوں نے اپنے فائدہ و خواہش کے مطابق آسمانی کتاب کو بھی خراب کر دیا تھا، مکّہ میں عیسائی اور یہودی نہ تھے، مشرکین قریش ہی تھے ان میں سے جو لوگ مسلمان ہو جاتے ان پر وہ مختلف طرح کے ظلم کرتے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ظلم سے محفوظ نہ تھے۔

مٹھی بھر مسلمان اپنی اور نبی کی حفاظت کرنے میں بھی بے بس تھے، قریش نے

متعیّن کرلیا تھا کہ وہ اسلام کو چلنے نہ دینگے، اسے ختم کر کے ہی چھوڑیں گے، لیکن اسلام طرح طرح کے مظالم کے بیچ پھیلتا ہی چلا جا رہا تھا۔

آپ ﷺ پر اور آپکے ماننے والوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کردئے، جس کا خلاصہ اس طرح ہے۔

ظلم کے پہاڑ

مکّہ کے کافروں کے مظالم کو سن کر ایک سیدھے سادھے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ انسانیت کس طرح ختم ہو چکی تھی، کہ اسلام قبول کرنے والوں کو اتنی تکلیفیں دی جاتی تھیں، جسکا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔

حضرت بلالؓ پر ظلم

جب حضرت بلالؓ نے اسلام قبول کیا تو کافرانہیں لوہے کی ذرہ پہنا کر گرمی کی دھوپ میں ڈال دیتے اور اوپر سے پتّھر کی چٹّان رکھدیتے تاکہ اسلام نہ چھوڑ دیں، اور کبھی لڑکوں کو لگا دیتے جو مکّہ کی پہاڑیوں میں گھسیٹتے پھرتے، لیکن حضرت بلالؓ اس تکلیف کو برداشت کرتے اور ''احد، احد'' اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے کہتے۔ (سنن، ابن ماجہ:۱۴)

حضرت خبابؓ پر ظلم

حضرت خبابؓ نے جب اسلام قبول کیا تو امّ عمّار لوہا گرم کر کے ان کے سر پر رکھ دیتا، ایک دن حضرت عمرؓ نے انکی پیٹھ دیکھی تو کہا آج تک ایسی پیٹھ میری نظر سے نہیں گزری، حضرت خبابؓ نے جواب دیا، کافر مجھے انگاروں پر لٹا کر گھسیٹا کرتے تھے۔

(اسدالغالب، تذکرہ: خباب بن ارت)

حضرت صہیبؓ وحضرت عمّارؓ پر ظلم

حضرت صہیبؓ اور حضرت عمّارؓ کو کافر لوہے کی ذرہیں پہنا کر دھوپ میں چھوڑ

دیتے لیکن اس سے انکے اسلام میں کوئی فرق نہ آتا۔ (اسدالغابہ، تذکرہ صہیبؓ)

مسلمانوں کا بائیکاٹ

ہجرت اس زبردست ظلم کے بعد حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اجازت دیدی کہ وے حبشہ چلے جائیں، اس طرح کچھ لوگ حبشہ چلے گئے، لیکن مکّہ میں برابر ظلم ہوتا رہا، قریش نے ناراض ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا بائیکاٹ کردیا، بائیکاٹ بھی ایسا زبردست کہ مسلمانوں کو معاشِ زندگی تک نہ ملتی تھی، درختوں کے پتے کھا کھا کر زندگی گزارنا پڑا ہے، قریش بائیکاٹ کر کے بھی اسلام کے انقلاب کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوئے، تو نبی ﷺ کے قتل پر آمادہ ہوگئے، یہاں تک کہ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو بھی اپنی جائے پیدائش میں رہنا ناممکن ہوگیا، اس طرح مکّہ میں تو یہ حال تھا لیکن مدینہ میں تیزی سے اسلام پھیل رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش

مکّہ میں ۱۳ سال تک رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان خطرناک ظلم کی چکّی میں پستے رہے، اللہ نے جس مقصد سے سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کے عہدہ پر سرفراز فرمایا تھا، اسکو پورا ہونا تھا، پس مکّہ سے دوسو میل دور مدینہ میں اسلام پھیلنا شروع ہوگیا، اور ۱۳ سال پورا ہوتے ہوتے مدینہ کے باشندے بڑی تعداد میں مسلمان ہوگئے، آخر میں جس رات قریش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے مقصد سے ان کا گھر گھیرے کھڑے تھے، اللہ جلّ شانہ کی حفاظت میں وہ اسی گھر سے نکلے اور مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔

اسلام کی روشنی مدینہ میں

حج کے موسم میں مدینہ کا ایک گروہ مکّہ آیا، حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی تعلیم دی، تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا، پھر وہ لوگ اگلے سال اور لوگوں کو مکّہ لیکر

آئے، جنہیں حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نصیحتیں کیں، جس سے ان لوگوں نے بھی اسلام قبول کرلیا، تو حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تعلیم کے لئے ایک ساتھی کو مدینہ بھیجا، جنکے ذریعہ وہاں گھر گھر اسلام پھیل گیا۔

مدینہ والوں کا اصرار

تیسرے سال میں مدینہ کے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت حج کرنے مکّہ آئی، اوراس نے حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم سے اصرار کیا کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں پر ظلم ہورہا ہے اس لئے آپ ہمارے یہاں چلے آئیں اور ہم آپ کی جان و مال کی ہر طرح سے حفاظت کرینگے، آپ نے اس پیشکش کو قبول کر لیا اور مسلمانوں کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی، پس حبشہ کی ہجرت کے بعد یہ دوسری تاریخی ہجرت تھی۔

مکّہ والوں کی دشمنی

حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ چھوڑ دینے کے بعد بھی مکّہ والوں کی دشمنی کی آگ ختم نہیں ہوئی، اور مدینہ والوں کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں اور کافروں نے مدینہ پر حملہ کرنے کی پلاننگ کی، ان حالات میں اب صرف مذہب کی حفاظت کا ہی سوال نہ تھا بلکہ جان کی حفاظت کا بھی سوال آ گیا تھا، قریش تو اسلام کو مٹانے کی قسم کھائے ہوئے تھے، انہوں نے مدینہ پر حملہ شروع کر دیا، اب تک خدا کی طرف سے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت نہ تھی، لیکن اب مسلمانوں کو جنگ کی اجازت مل گئی، اور مکّہ کے رہنے والوں سے کئی جنگ ہوئی۔

مدینہ اوراس کے قریب یہودیوں کی بھی بستیاں تھیں، وہ بھی اہل مکّہ کے معاون بن گئے۔ ان سے بھی جنگ ہوئی، اور وہ ختم ہو گئے، اسی بیچ رومی حکومت سے بھی جنگ ہوئی، ایران کی حکومت بھی مخالف بن گئی، اسکا بس چلتا تو وہ اسلام اور مسلمانوں کو ختم کر

دیتا، سردارالانبیاء ﷺ کے ملک چھوڑ دینے کے آٹھواں سال پورا ہوتے ہوتے مکّہ والوں کی طاقت ختم ہوگئی اور شہر مکّہ پر سردارالانبیاء ﷺ کا اختیار ہو گیا، اب مکّہ والوں کو یقین ہو گیا تھا کہ حضورؐ سچّے نبی ہیں، پس وہ مسلمان ہو گئے، ان کے مسلمان ہوتے ہی عرب کے لوگ مدینہ آ کر مسلمان ہونے لگے، اس طرح عرب میں اسلام و اسلامی حکومت قائم ہو گئی، یہ ہے اسلامی دعوت کی تاریخ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے اعمال کو قبول فرما کر ہمارے اندر دعوتی جزبہ پیدا فرمائے اور تمام انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

دعاؤں کا طالب

محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۵/۵/ ۲۰۱۲ء

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کا تعارف

نام۔	محمد سرور فاروقی ندوی
ولدیت۔	جناب محمد حنیف فاروقی
اعلیٰ دینی تعلیم۔	عالمیت، فضیلت و افتاء (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
اختصاص۔	قرآن وفقہ (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
علیا تک کی عصری تعلیم۔	ایم، اے (لکھنؤ)
عالیہ تک کی عصری تعلیم۔	ہائی اسکول، انٹرمیڈیٹ (الہ آباد، یو، پی)
اردو کی اعلیٰ تعلیم۔	کامل اور معلم (علی گڑھ)
سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم۔	آچاریہ (بنارس)
اسلامی تدریبی کورس۔	جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ (سعودی عرب)

موجودہ ذمہ داریاں

صدر ۔	جمعیت پیام امن (لکھنؤ)
صدر۔	مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مانوسیوا سمیتی، (لکھنؤ)
ڈائرکٹر۔	مرکز التوحید الاسلامی (لکھنؤ)
صدر ۔	دارارقم تعلیمی سوسائٹی (الہ آباد)
ڈائرکٹر۔	ارقم ماڈل اسکول (لکھنؤ)
نائب ناظم۔	جامعہ دارارقم (فتحپور)
جنرل سکریٹری ۔	آل انڈیا، جمعیت دارالعمل (لکھنؤ)